اعضائے انسانی کے گناہ

جن انسانی اعضاء سے گناہ صادر ہوتے ہیں اس کتاب میں ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور صادر ہونے والے گناہوں کو بیان کیا گیا۔ ساتھ ساتھ ان گناہوں کے مراتب اور ان کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے

جمع و ترتیب

مولانا مفتی ثناء اللہ محمود

استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت العلوم

۲۰، نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور۔ فون [illegible]

اعضائے انسانی
کے گناہ

اعضائے انسانی کے گناہ

جن انسانی اعضاء سے گناہ صادر ہوتے ہیں اس کتاب میں ان کی
نشاندہی کی گئی ہے اور صادر ہونے والے گناہوں کو بیان کیا گیا۔
ساتھ ساتھ ان گناہوں کے مراتب اور ان کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے

جمع و ترتیب
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت العلوم
۲۰، نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور، پاکستان

﴿فہرست﴾

عنوانات	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱۳
فصل اول ﴿دل کے منکرات، گناہ اور آفات کا بیان﴾	۱۷
اللہ تعالیٰ سے کفر کرنا	۱۷
کسی بدعت (گھڑے ہوئے نئے) عقیدے کو ماننا	۱۷
دل کے منکرات	۱۸
ریاء	۱۹
تکبر	۲۰
کسی کی تحقیر کرنا	۲۰
عجب	۲۰
حسد کرنا	۲۰
بخل، کنجوسی	۲۱
فضول خرچی	۲۲
کفران نعمت (ناشکری کرنا)	۲۲،۲۳
مطلب نہ نکلنے پر خدا سے ناراضگی	۲۳
شکوہ اور جزع کرنا	۲۳
اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا (استخفاف)	۲۳
خشوع	۲۳

یقین	۴۴
محبوبیت	۴۴
اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا	۲۵
گنہگاروں سے محبت	۲۵
علماء اور نیک لوگوں سے نفرت کرنا	۲۵
تعلیق (نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق سے منسوب کرنا)	۲۶
حب جاہ	۲۷
مذمت اور عار کا خوف ہونا	۲۷
خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا	۲۸
امل (امید)	۲۸
طمع (حرص)	۲۸
کینہ	۲۹
شماتۃ (مخالف کی مصیبت پر خوش ہونا)	۲۹
بول چال بند کر دینا	۳۰
غدر	۳۰
خیانت کرنا	۳۱
وعدہ خلافی کرنا	۳۱
سوء ظن (بدگمانی کرنا)	۳۱
نحوست یا بدشگونی لینا	۳۲
مال و دولت کی محبت	۳۲
دنیا کی محبت	۳۲

لالچ	۳۴
بے وقوفی	۳۴
سستی	۳۴
جلد بازی	۳۴
وقت کو ٹالنا	۳۴
سخت دل ہونا	۳۴
بے حیائی	۳۵
دنیا پر غم کھانا	۳۵
دنیاوی امور پر خوف	۳۵
دھوکہ دینا	۳۶
فتنہ	۳۶
مداہنت	۳۶
لوگوں سے انس رکھنا	۳۷
بے وقار ہونا	۳۷
عناد	۳۸
نحوست	۳۸
شیخیں مارنا	۳۸
نفاق	۳۸
جز بزہ	۳۹
کند ذہنی	۳۹
بے باکی (فجور)	۳۹
بزدلی	۳۹

شرارت اور شور	۳۹
تعویذ	۴۰
فصل دوم (زبان کے منکرات)	۴۲
کلمہ کفر کہنا	۴۲
کفر کے اندیشہ والے کلمات کہنا	۴۳
غلطی سے کلمہ کفر کہہ دینا	۴۳
جھوٹ بولنا	۴۳
الزام تراشی	۴۳
ولدیت کا جھوٹ	۴۴
جھوٹا وعدہ	۴۴
جھوٹ کی چھوٹ	۴۴
تعریف کرنا	۴۵
غیبت کرنا	۴۵
غیبت کے درجات	۴۵
چغلخوری کرنا	۴۶
مذاق اڑانا	۴۷
لعنت کرنا	۴۷
گالی دینا	۴۷
فحش گوئی	۴۸
طعنہ زنی (عار دلانا)	۴۸

نوحہ کرنا	۴۸
مراء	۴۹
بحث [illegible]	۴۹
زبان سے لڑنا (منہ ماری کرنا)	۵۰
موسیقی	۵۰
راز ظاہر کرنا	۵۲
باطل امور میں گھسنا	۵۳
سوال کرنا، بھیک مانگنا	۵۳
تعبیر کی غلطی	۵۴
قولی منافقت	۵۴
دوغلی بات کرنا	۵۵
ناجائز سفارش	۵۵
زبان کا ایک گناہ	۵۵
سخت بات کرنا، کسی کی ہتک عزت کرنا	۵۵
لوگوں کے عیوب پوچھنا اور ان کی ٹوہ لگانا اور چھان بین کرنا	۵۶
عالم کے سامنے جاہل کا بڑھ کر بولنا یا شاگرد کا استاد کے سامنے بولنا یا اپنے سے بڑے عالم یا افضل شخص کے سامنے بولنا	۵۶
اذان کے وقت اس کے جواب کے علاوہ باتیں کرنا	۵۷
نماز کے دوران بات کرنا	۵۷
خطبہ کے دوران گفتگو	۵۸
طلوع فجر سے لے کر نماز فجر تک دنیاوی باتیں کرنا	۵۸

بیت الخلاء میں بات کرنا	۵۸
جماع کے وقت گفتگو کرنا	۵۹
مسلمان کے لئے بددعا کرنا	۵۹
کافر یا ظالم کی درازی عمر کی دعا کرنا	۵۹
تلاوت قرآن کے وقت باتیں کرنا	۶۰
مساجد میں دنیوی باتیں کرنا	۶۱
مسلمان کو برے لقب سے یاد کرنا	۶۱
جھوٹی قسم کھانا	۶۱
غیر اللہ کی قسم کھانا	۶۲
امارت وعہدے کا مطالبہ کرنا	۶۲
اوقاف کا متولی بننے کی طلب کرنا	۶۳
کسی کا وصی بننے کی طلب کرنا	۶۳
اپنے لئے بددعا کرنا یا موت کی تمنا کرنا	۶۳
اپنے مسلمان بھائی کا عذر رد کرنا	۶۴
قرآن کریم کی اپنی رائے سے تفسیر کرنا	۶۴
مسلمان کو بے وجہ خوف دلانا	۶۴
بلاضرورت بات کاٹنا	۶۵
ماتحت کا اپنے بڑے کی بات رد کرنا یا مخالفت کرنا	۶۵
خواہ مخواہ کسی چیز کی حلت وحرمت یا اس کے مالک وغیرہ کے بارے میں سوال کرنا	۶۶
سرگوشی	۶۶

اجنبی نوجوان عورت سے بلا ضرورت گفتگو کرنا	۶۷
غیر مسلم کو سلام کرنا	۶۷
برے ارادے سے جھوٹے واقعے کو سچ بتانا	۶۷
گناہ کے کام کی اجازت دینا	۶۸
مذاق کرنا	۷۰
تعریف کرنا	۷۰
کسی کی برائی کرنا	۷۲
شعر گوئی	۷۲
فضول فصاحت وسجع	۷۳
لایعنی باتیں کرنا	۷۴
خواہ مخواہ طلاق دینا	۷۴
فضول گوئی	۷۴
چپ رہنے کی وجہ سے زبان کی آفات کا اجمالی ذکر	۷۵
فصل سوم ﴿کانوں کی آفات وگناہوں کا ذکر﴾	۷۷
جو بات کہنا جائز نہیں وہ سننا بھی جائز نہیں	۷۷
میوزک سننا	۷۷
گانا سننا "غناء"	۷۸
غلط سلط قرآن پڑھنے والے کو سننا	۷۸
نوجوان اجنبی عورت کی آواز	۷۹
ایسی قوم کی باتیں سننا جو سامع کو ناپسند کرتے ہوں	۷۹

کانوں میں عورتوں کی طرح بالیاں لٹکانا	۷۹
فصل چہارم ﴿آنکھ کے گناہ اور اس کی آفات کا تذکرہ﴾	۸۰
کسی انسان کے ستر کی طرف بالقصد دیکھنا	۸۰
فقراء کی طرف حقارت سے دیکھنا	۸۱
گناہوں اور منکرات کے کام ہوتے دیکھنا	۸۱
اپنے سے دنیاوی مرتبہ میں بلند شخص کی طرف رغبت کی وجہ سے دیکھنا	۸۱
کسی کے گھر میں جھانکنا	۸۲
آنکھ بند کرنے یا نہ دیکھنے کی آفات کا اجمالی ذکر	۸۲
فصل پنجم ﴿ہاتھ کے گناہوں اور آفات کا ذکر﴾	۸۳
فصل ششم ﴿پیٹ کے گناہوں کا بیان﴾	۸۹
فصل ہفتم ﴿شرمگاہ کے گناہوں اور اس کی آفات کا بیان﴾	۹۵
فصل ہشتم ﴿پاؤں کے گناہوں اور اس کی آفات کا بیان﴾	۹۹
فصل نہم ﴿بدن کے گناہوں اور اس کی آفات کا ذکر﴾	۱۰۳
توبہ کی شرائط	۱۱۷
اس مجموعہ کی تیاری میں جن کتب سے مدد لی گئی	۱۱۹

﴿مقدمہ﴾

الحمد للّٰہ و کفٰی و الصلوٰۃ والسلام علی نبیہ المصطفٰی

اما بعد!

اللہ تعالٰی بزرگ و برتر کے ارشاد کے مطابق تقوٰی والا شخص ہی اللہ تعالٰی کے نزدیک زیادہ معزز ہے۔ اور ان کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اور عبادت گناہوں کا چھوڑنا ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک عبادت گزاری میں وہی شخص آگے ہے جو گناہوں سے بچتا ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہ، انسان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتی ہیں، گناہگار کا جسم، دل اور حافظہ تک کمزور ہو جاتے ہیں اسی لئے امام شافعیؒ کا یہ مشہور شعر ہے جو انہوں نے اپنے استاد سے ایک شکوے اور جواب کے پس منظر میں ارشاد فرمایا تھا۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فارشدنی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الٰہ
و نور اللّٰہ لا یعطی لعاصی

ترجمہ: "میں نے "وکیع" (استاد محترم کا نام) سے حافظے کی کمزوری کا شکوہ کیا تو انہوں نے گناہ چھوڑنے کی طرف رہنمائی کی۔ بیشک علم اللہ کا نور ہے جو کہ کسی گناہگار کو نہیں دیا جاتا۔"

اسی لئے بزرگانِ دین محض صوم و صلوٰۃ اور کثرت نوافل و عبادات نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کے نزدیک عبادت گزار شخص وہ تھا جو گناہوں سے خصوصاً غیبت وغیرہ سے بچتا۔ گناہوں کے باعث کئی قوموں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اس لئے گناہوں سے دور رہنا شرعی اور عقلی دونوں اعتبار سے ضروری عمل ہے لیکن جب تک گناہوں کے بارے میں پورا علم نہ ہو جائے اس وقت تک گناہوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا اس رسالہ میں اس انداز سے گناہوں کو بیان کیا گیا ہے کہ ہر عضو انسانی کا گناہ

الگ ہو جائے۔ اس طرح اعضاء کی ترتیب سے گناہوں کو سمجھنا آسان ہو جائے گا (ان شاء اللہ) اور اس سلسلے میں ہمیں ایک ایسا کتابچہ مل گیا جس میں مختصر انداز سے اس پر روشنی ڈالی گئی تھی لہٰذا ہم نے اسی کے انداز میں باقاعدہ طور پر ایک بڑا مجموعہ مرتب کرنے کی ٹھانی اور پھر یہ مجموعہ بعون اللہ تعالیٰ تیار ہو گیا۔

اس مجموعہ میں بے شمار ایسے گناہ یا منکرات درج ہیں جو انسانی فطرت کے بعض افعال ہیں لیکن ان کی حد و شرعیہ کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل کس درجہ اور حد پر حرام، کس پر مکروہ اور کس درجہ پر اس میں گنجائش ہے۔

بعض منکرات کا باقاعدہ توڑ بھی لکھا گیا ہے کہ اس کا توڑ معلوم ہونے پر اس سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں احادیث، قرآنی آیات اور فقہی کتب سے مدد لی گئی ہے۔

اس میں ایک وضاحت یہ ضروری ہے کہ اس میں گناہ کبیرہ اور صغیرہ کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا کیونکہ مقصود اعضائے انسانی سے صادر ہونے والے منکرات کی تفصیل ہے چاہے وہ منکرات، گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ والبتہ بعض جگہوں پر اہم منکرات میں ان کے کبیرہ ہونے کی تصریح بھی کر دی ہے۔

اسی طرح جا بجا حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں صفحہ نمبر وغیرہ درج نہیں کئے گئے اسی طرح دوسرے ماخذ کتابچے کے حوالے بھی جوں کے توں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اس مجموعہ سے میرا مقصود صرف ہر عضو کے گناہوں کی پہچان، اور ان سے بچنے کی ہمت پیدا کرنا ہے تاکہ ہم سب دوزخ کے راستوں سے بچ کر چلیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے کو اختیار کر کے اس پر اپنی منزل تلاش کریں اور ہم گناہوں سے بچ کر درجہ احسان میں داخل ہو جائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

"بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین (احسان کرنے والوں) سے قریب ہے۔"

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے رحمت کے مدلول کی

چار تفسیریں بیان کی ہیں۔

(۱) توفیق طاعت

(۲) فراخی معیشت۔

(۳) بے حساب مغفرت

(۴) دخول جنت

حضرت حکیم الامت نے فرمایا ہے کہ اپنی دعاؤں میں جب رحمت کی دعا کریں تو ان چاروں باتوں کی نیت بھی کرلیں۔

بہرحال گناہوں سے بچ کر جو اللہ تعالیٰ کی رحمت عطا ہو وہ بھی چاروں انعامات پر مشتمل ہو۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پرہیزگار بندوں میں ہمارا شمار فرمائے۔ اور ہمیں اس کے نتیجے میں وہ تمام فوائد نصیب فرمائے جو مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعے کو نافع بنائے اور ہمیں اپنی سچی محبت۔ حضور اکرم ﷺ سے عشق اور علم نافع، مقبول عمل، اور دعائے مستجاب عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر چلائے، اپنی رضا سرمدی کا پروانہ عطا فرما کر جنت الفردوس میں سرورِ عالم ﷺ کی ہمنشینی عطا فرمائے۔

آخر میں درخواست ہے کہ قارئین، احقر اس کے گھر والوں، والدین، بہن بھائیوں اساتذہ اور دوستوں، اعزہ واقارب کے لئے دعائے خیر فرمادیا کریں۔

والآخرة خير لمن اتقىٰ

احقر شاہد محمود

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

لیکچرار گورنمنٹ اسلامیہ اینڈ کامرس کالج کراچی

ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی کراچی یونیورسٹی

۲۰ فروری ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

اما بعد!

قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق تقویٰ اختیار کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اسی کو کامیابی کا مدار اور اس کی کنجی قرار دیا گیا ہے اور متقی شخص اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہے۔

تقویٰ تمام منکرات سے بچنے کو کہتے ہیں۔ منکر (گناہ) کبھی تو کسی معین انسانی عضو کی کارستانی ہوتا ہے یا کبھی نہیں ہوتا۔ انسان کے آٹھ اعضاء ایسے ہیں عام طور سے گناہوں اور منکرات کا تعلق انہی سے ہوتا ہے اس پوری تفصیل کو ہم نو حصوں میں بیان کریں گے۔

فصل اول

﴿دل کے منکرات، گناہ اور آفات کا بیان﴾

(۱) اللہ تعالیٰ سے کفر کرنا

یہ سب سے بڑا گناہ ہے کفر کا مطلب ہے ان چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر یا سب پر ایمان نہ لانا کہ جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ایمان: نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی تمام ضروری باتوں، اعتقادات و احکامات کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کو کہتے ہیں۔ (شامی)

ایمان کے لئے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ضروری ہے جب کہ زبان سے اقرار کبھی کبھی ضروری نہیں رہتا جیسے کوئی ظالم کافر کسی مومن کو زبردستی کفر کی بات بولنے پر مجبور کر دے مگر وہ دل سے مومن ہی ہو تو ایسی صورت میں کفریہ بات منہ سے نکالنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ (معارف القرآن)

(۲) کسی بدعت (گھڑے ہوئے نئے) عقیدے کو ماننا

یعنی اہل سنت والجماعت کے عقائد کے برخلاف عقیدہ رکھنا۔

اہل سنت کے مختصر عقائد یہ ہیں۔

(الف) یہ جہان نیا ہے اس کا بنانے والا (اللہ) قدیم ہے اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے۔

(ب) اس جیسا کوئی نہیں، نہ کوئی اس کی شبیہ ہے نہ کوئی ضد ہے۔ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء، صورت ہے نہ کوئی حد۔ وہ کسی چیز میں حلول کرتا ہے نہ کوئی مخلوق اس جیسی طاقت رکھ سکتی ہے۔ حرکت اور انتقال اس کے لئے کہنا صحیح نہیں۔ اس

میں نہ جہل ہے نہ کذب اور نہ کوئی نقص۔ آخرت میں اس کا دیدار ہوگا اس کی جگہ کوئی نہیں نہ کوئی سمت ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوسکتا اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز کرہی نہیں سکتا۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی چیز واجب ہے تمام مخلوقات اسی کے حکم اور قدرت سے پیدا ہوئی ہے۔ (مفتاح النجاح)

(ش) فنا ہونے کے بعد جسموں کا دوبارہ لوٹنا، (حشر) عذاب قبر، حساب کتاب، پل صراط، میزان وغیرہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(ص) کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا، گنہگار مسلمان ہمیشہ اس میں نہیں رہیں گے۔ (شرح العقائد)

(ر) معافی، اور شفاعت حق ہے۔ (کتب عقائد)

(س) قیامت کا آنا حق ہے۔ اس کی نشانیوں میں سے دجال کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور ایک زمینی جانور کا نکلنا ہے جو سب حق اور سچ ہے۔ (مفتاح النجاح)

(ص) سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(ع) سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر، دوسرے حضرت عمر، تیسرے حضرت عثمان، چوتھے حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور افضلیت کی ترتیب بھی یہی ہے۔

(غ) کسی صحابی پر تنقید یا اس کی تنقیص کرنا یا اہل قبلہ کی خواہ مخواہ تکفیر کرنا، گناہ اور اہل سنت سے خروج کا سبب ہے۔

(ف) غرضیکہ قرآن کریم کے جملہ اور سنت کے کسی صریح متواتر حکم کی مخالفت یا تکذیب کفر ہے۔ (شامی)

(۳) دل کے منکرات

دل کے منکرات میں سے ایک "جہالت" ہے۔ جہالت، علم کی ضد ہے۔ اس

کی دو قسمیں ہیں۔ جہل بسیط، جہل مرکب۔

جہل بسیط: ان باتوں کا نہ جاننا کہ جن باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ یعنی انسان کو اپنی ذات کے منافع کے لئے جتنا شرعی اور دنیاوی علم حاصل کرنا ضروری ہے، اس سے وہ لاعلم ہو۔ ایسے انسانوں کو جانور بلکہ اس سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔

جہل مرکب: کسی چیز کا غلط علم ہونا۔ یعنی کسی چیز کی حقیقت کے برخلاف کوئی بات سمجھ لی جائے اور اسی کو صحیح سمجھا جائے۔ یہ پہلی جہالت سے بھی بدتر ہے۔

(مفتاح الفلاح)

(۴) دل کے منکرات میں سے ایک "گناہوں پر اصرار" بھی ہے یعنی گناہوں کے کرنے کا مستقل ارادہ ہونا۔ چاہے گناہ کبھی کبھی ہی صادر ہوتے ہوں۔ اگر گناہوں پر ندامت ہو اور رجوع الی اللہ کرتا رہے تو یہ اصرار نہیں کہلاتا، اگرچہ دن میں ستر بار ہی گناہ کیوں نہ کرے۔ (حدیث میں اسی طرح آیا ہے) اصرار کا نقصان بیان کا محتاج نہیں، اتنا کافی ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔ (الزواجر)

گناہ کا توڑ توبہ اور رجوع ہے۔ یعنی گناہ کے ارادے سے رجوع کر لیا جائے اور اللہ کی عظمت اور خوف کے ساتھ یہ عزم کیا جائے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا اور توبہ کرنا گناہ کے فوراً بعد واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ فرمایا: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا۔ (مفتاح الفلاح)

(۵) ریاء

دل کے منکرات میں سے ایک "ریاء" بھی ہے۔ "ریاء" آخرت کے عمل سے دنیاوی نفع کا ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ (الزواجر)

یہ حرام ہے۔ اس کا توڑ اخلاص ہے۔ اخلاص کا مطلب ہے کہ دنیاوی نفع سے ہٹ کر خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عمل کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۶) تکبر

دل کے منکرات میں سے ایک کبر یا تکبر ہے۔ تکبر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کو کہتے ہیں البتہ اپنے کارنامے یا صلاحیت پر خوشی کو تکبر نہیں کہتے۔ تکبر حرام ہے، اس کا توڑ کسرِ نفسی ہے چنانچہ ہر معاملے میں خود کو کمتر سمجھا جائے اور معاملے پر محنت بھی کی جائے۔ (مفتاح فلاح)

(۷) کسی کی تحقیر کرنا

یہ بھی دل کا منکر ہے کہ کسی شخص کو حقارت کی نظروں سے دیکھا جائے۔ مثلاً طالب علم یا عالم اپنے علم اور عقل کی وجہ سے دوسروں کو کمتر سمجھے اور اس کے ہاں یہ بات جائے کہ یہ مجھ سے کمتر ہیں۔ (مفتاح الفلاح [illegible])

اس کا توڑ یہ ہے کہ خود کو تمام مخلوق میں سب سے کمتر سمجھا جائے اور تواضع اختیار کیا جائے۔ یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقرب ہو۔

(۸) عُجب

یعنی اپنے نیک عمل کو بہت بڑا سمجھنا اور اس کے ذریعے اپنے شخص یا لوگوں سے شرف کے حصول کی تمنا رکھنا یہ بھی دل کا منکر ہے۔ کبھی کبھی اس کا اظہار نعمت کو بڑا سمجھنے اور منعمِ حقیقی اللہ تعالیٰ کو بھول کر اپنی طرف نسبت کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہے میں انجینئر بن گیا، عالم بن گیا، میں حافظ ہوں وغیرہ۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ کے فضل سے میں انجینئر، عالم یا حافظ بن گیا ہوں۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور احسان سے ممکن ہوا۔ (مفتاح فلاح)

(۹) حسد کرنا

کسی شخص کی دینی یا دنیاوی صلاحیت (جو آخرت کو مضر نہ ہو) کے زائل ہو

جانے کی تمنا یا زائل کرنے کا ارادہ کرنا، حسد کہلاتا ہے۔ اگر ایسا خیال دل میں بے اختیار آ جائے اور آنے کے بعد خیال کی تردید بھی دل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں

لیکن اگر یہ خیال اختیار اور مرضی سے آئے اور اس پر عمل کر لیا جائے، زبان وغیرہ سے اس کا اظہار کر دیا جائے تو حسد بالاتفاق حرام ہے۔ (احیاء)

اگر اس پر عمل نہ کیا جائے بلکہ صرف دل سے ہی حسد کیا جائے اور دوسرے سے جلتا رہے تو اس حسد کے حرام ہونے میں اختلاف ہے لیکن اس حسد سے بچنا زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ اس کے مفاسد بہت زیادہ ہیں۔ (احیاء۔ مفتاح الفلاح)

اگر دوسرے شخص کی صلاحیت سے جلن نہ ہو اور نہ ہی اس کے زوال کا ارادہ کرے بلکہ یہ چاہے کہ ایسی صلاحیت مجھ میں بھی آ جائے تو اسے "رشک" کہا جاتا ہے یہ حرام نہیں بلکہ قابل تعریف ہے اور قرآن میں انہیں صلاحیتوں کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے۔

اگر کسی شخص کی صلاحیت میں نیکی نہ ہو بلکہ فساد اور گناہ ہو۔ اگر کوئی ایسی صلاحیت کے زوال اور اسے اس تک نہ پہنچنے دینے کا ارادہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو دینی غیرت سے پیدا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیز اور گناہ کی کراہت کی وجہ سے ہے اور ایسا ارادہ اور سوچ واجب اور عین ایمان ہے۔

حسد کا توڑ خلوص ہے، خلوص کسی پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کے برقرار رہنے کی تمنا اور ارادے کا نام ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۰) بخل، کنجوسی

دل کے منکرات و آفات میں سے ایک کنجوسی بھی ہے۔ کنجوسی کہا جاتا ہے کہ جہاں مال خرچ کرنا ضروری ہو وہاں بھی خرچ کرنے سے باز رہا جائے۔ یا مروت میں جہاں خرچ کرنا ہو وہاں نہ خرچ کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

کنجوسی لوگوں اور ان کے احوال کے مختلف ہونے سے کئی اقسام تک جا پہنچتی

ہے۔ سب سے بدتر کنجوسی وہ ہے جو اپنی غذا، لباس اور دوا پر بھی خرچ نہ کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۱) فضول خرچی

دل کے منکرات میں سے ایک "فضول خرچی" ہے جسے اسراف کہتے ہیں۔ اسراف اسے کہا جاتا ہے کہ جہاں مال خرچ نہ کرنا ہو وہاں خوب خرچ کیا جائے، خرچ کرنے کی وجہ شرعی ہو یا مروت کی۔ مخالفت شرع میں فضول خرچی حرام ہے اور مروت کی مخالفت میں مکروہ ہے۔

فضول خرچی کا توڑ اعتدال اور میانہ روی ہے کہ ضرورت میں کنجوسی نہ کی جائے اور خرچ کرنے میں فضول خرچی نہ کی جائے۔ (مفتاح الفلاح)

سخاوت، وہ خوبی ہے جو انسان کو واجب مقدار سے زائد اور اس سے ہٹ کر محض ثواب کی نیت سے یا سخاوت کی فضیلت کے حصول یا کنجوسی کی رذالت سے دور کرنے کے لیے خرچ کرنے پر ابھارے ان باتوں کے علاوہ کوئی غرض نہ ہو۔

بہترین اور اعلیٰ درجے کی سخاوت "ایثار" ہے اور ایثار کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ضرورت ہونے کے باوجود دوسرے ضرورت مند پر مال خرچ کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۲) کفرانِ نعمت (ناشکری کرنا)

دل کے منکرات میں سے ایک "ناشکری" ہے۔ ناشکری کی ضد "شکر" ہے یعنی نعمت دینے والے کی نعمت کے بدلے اس کی تعظیم اس حد تک کی جائے جو نعمت دینے والے کی نافرمانی سے روک دے۔

نعمت کی حقیقت کی پہچان کو بھی شکر کہہ دیا جاتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

بہرحال اس گناہ سے بچنے کے لئے شکر گزاری کا شیوہ اختیار کیا جائے اور شکر کے لئے کم از کم الحمدللہ ضرور کہا جائے۔

(۱۳) مطلب نہ نکلنے پر خدا سے ناراضگی

دل کا ایک منکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناخوش ہوا اور اس پر دل تنگ کیا جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی وجہ سے کسی شخص کو ایک نعمت سے محروم کر دیتے ہیں یا اس نعمت کا کوئی اور شخص زیادہ مستحق ہوتا ہے اسے دے دیتے ہیں اس پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ (مفتاح الفلاح)

توڑ:

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہا جائے۔ راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مل جائے یا ہاتھ سے نکل جائے دونوں صورتوں میں دل مطمئن رہے۔

(عدۃ الصابرین)

جیسے کہ ایک بزرگ جو بہت بڑے تاجر تھے انہیں کسی نے اطلاع دی کہ آپ کا تجارتی مال سے بھرا جہاز ڈوب گیا تو انہوں نے الحمد للہ کہا، پھر بعد میں اطلاع ملی کہ جہاز ڈوبنے کی اطلاع غلط تھی تو پھر انہوں نے "الحمد للہ" کہا۔ کسی نے پوچھا کہ دونوں اطلاعات پر الحمد للہ کہنے کی کیا وجہ تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مال چھنے جانے کی اطلاع پر میں نے دل کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہے اس پر الحمد للہ کہا، اور مال۔ بچ جانے کی خبر پر بھی میرا دل اللہ تعالیٰ ہی کا شکر گزار تھا اس پر "الحمد للہ" کہا۔ (مخزن اخلاق)

(۱۴) شکوہ اور جزع کرنا

دل کے منکرات میں سے شکوہ اور جزع (رونا پیٹنا) بھی ہے۔ یعنی مصائب اور مشکلات کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے زبان سے اس کا اظہار کرنا یا دل کی گھٹن کو فعل سے ظاہر کرنا۔ رونا پیٹنا، یا شکوہ کرنا کہ اے اللہ! تو نے یہ کیا کر دیا۔ کیوں کر دیا۔ کیا میں ہی نظر آیا تھا (نعوذ باللہ) یا اس جیسے اور الفاظ کہنا۔ (الزواجر)

اس مرض میں ہمارے ہاں خواتین بہت مبتلا ہیں ان کو اس کا زیادہ خیال رکھنا

چاہئے۔

اس کا توڑ "صبر" ہے اور وہ اپنے آپ کو رونے پیٹنے سے باز رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۵) اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا (استخفاف)

دل کے منکرات میں سے ایک "اللہ تعالیٰ پر جرأت رکھنا اور اس کے عذاب سے بے خوف ہونا بھی ہے یعنی بے خوف ہو کر گناہوں میں مبتلا رہنا۔ یہ کفر ہے۔ (شامی)

اس کا توڑ، اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اگر یہ خوف عظمت اور ہیبت کے ساتھ ہو تو اسے خشیت کہا جاتا ہے اس کی حقیقت ایک کرنٹ کی طرح ہے جو دل میں کسی برے گمان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور رنجیدہ کر دیتا ہے اور "رنج" خوشی کے ہٹ جانے اور گذشتہ گناہ پر افسردہ اور عمر رفتہ اور معصیت پر تاسف اس کے اظہار کو کہتے ہیں۔

(مفتاح الفلاح)

خشوع:

حق کے سامنے دل کے ٹھکین حالت میں ٹھہرنے کو کہتے ہیں بعض حضرات نے کہا ہے کہ خشوع اللہ تعالیٰ کے لئے دلوں کے جھکانے کا نام ہے۔

(درس مثنوی، مفتاح الفلاح)

یقین

صوفیہ کی اصطلاح میں دل پر علم کے غلبہ اور چھا جانے کو کہتے ہیں۔

عبودیت

یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں اس طرح بندہ رہے جس طرح اللہ تعالیٰ اس کا ہر حال میں رب ہے۔ عبودیت میں عبادت کا معنی پوری طرح واضح ہے۔

ان تمام باتوں کے لئے انسان کی آزادی ضروری ہے اور آزادی کا مطلب ہے کہ انسان تمام مخلوقات کی غلامی سے آزاد ہو اور اس پر کسی کی حکومت نہ چلے۔

اسی طرح اس کے لئے ارادہ ضروری ہے۔ ارادہ کا مطلب یہ ہے کہ حق کی تلاش میں عادت کے خلاف دل کو تیار کرنا۔ (مفتاح السعادۃ)

(۱۶) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا

دل کے منکرات میں سے "اللہ تعالیٰ سے مایوس ہونا" بھی ہے۔ مایوسی کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے کھو دینے کا تذکرہ کرنا اور دل کو اس سے توڑ لینا یہ بھی بڑا گناہ ہے۔ (الزواجر۔ مفتاح السعادۃ)

اس سے کفر کا بھی سخت اندیشہ ہے۔ اس کا توڑ "امید" ہے۔ "امید" کا مطلب "اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی معرفت سے دل کا خوش ہونا اور اس کی رحمت کی وسعت کی طرف متوجہ رہنا" ہے۔ (مفتاح السعادۃ)

(۱۷) گنہگاروں سے محبت

دل کے منکرات میں سے ایک گناہگاروں سے محبت بھی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی صاف ممانعت ہے۔ یعنی گناہگار لوگوں کو پسند کیا جائے انہیں آئیڈیل بنایا جائے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں، نافرمانوں، منافقوں اور کافروں کو پسند کرنا، ان جیسا حلیہ بنانا، ان کی تہذیب اختیار کرنا۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر گنہگار سے اس کے گناہ پر بغض رکھا جائے خاص طور سے مبتدعین اور ظالموں سے کیونکہ ان کا گناہ متعدی ہے یعنی دوسرے لوگ اس گناہ سے متاثر ہوتے ہیں تو ان سے بغض کا اظہار بھی ضروری ہے یعنی ان سے بیزار ہونے کا تذکرہ کرتا ہے۔ (تفسیر الزواجر، مفتاح السعادۃ)

(۱۸) علماء اور نیک لوگوں سے نفرت کرنا

دل کے منکرات میں سے علماء اور صالح لوگوں سے نفرت بھی ہے۔ آج کل

جعلی مولویوں اور درباری مولویوں کی وجہ سے لوگوں میں تمام علماء سے نفرت پیدا ہو رہی ہے جس کا سدباب بے حد ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جعلی مولویوں کو اپنے سر پہ مسلط کرنے کے ذمہ دار عوام لوگ خود ہیں اس لئے انہیں اپنی فکر بھی کرنی چاہئے۔ ورنہ جیسی روح ویسے فرشتے۔

دوسری وجہ نفرت کی غیر اسلامی معاشرت و سیاست بھی ہے جو کافروں، منافقوں کو خوش کرنے کے لئے علماء سے نفرت اور دشمنی پر مجبور کرتی ہے۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ علماء سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کی جائے۔ (مفتاح الفلاح)

اور اچھے برے کی تمیز کے لئے علماء کی صحبت سیکھنے اور عمل کرنے کے لئے کی جائے۔ صحبت اختیار کرنے میں تنقید یا عیوب تلاش کرنے کی نیت نہ ہو۔

(۱۵) تعلیق (نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق سے منسوب کرنا)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے کاموں کے بارے میں اللہ کے بجائے اپنے اعضائے جسم کی طرف نسبت کرے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے روزی کمائی۔ صحیح یہ ہے کہ یوں کہے کہ اللہ نے مجھے روزی دی۔

اس کا توڑ "توکل" ہے وہ یہ ہے کہ اپنے کاموں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ بعض لوگوں نے توکل کی دوسری تعریفیں کی ہیں۔

(۱) ہر بات کو اللہ کی طرف کہنا۔

(۲) ہر بات کو اللہ کی ذمہ داری پر چھوڑنا

(۳) طاقت انسانی سے آگے کی کوشش کو چھوڑ دینا

یعنی اسباب سے آگے۔ اور اسباب کے تحت کوشش کرنا مذموم نہیں ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۰) حبِ جاہ

دل کے منکرات میں سے ایک "حب جاہ" ہے یعنی عہدہ اور عزت کی طلب اور خواہش کرنا۔ اگر یہ عزت کی طلب کسی حرام کام یا خواہشات نفسانی کے لئے ہو تو حرام ہے۔ (از عمدہ۔ مفتاح الفلاح)

اگر عزت و عہدے کی طلب حق حاصل کرنے یا کسی مستحب یا مباح مقصود کی تحصیل کے لئے ہو، ظلم دور کرنے، معاونت کے لئے قوت حاصل کرنے، حق کو نافذ کرنے یا دین کے اعزاز، مخلوق کی اصلاح، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے مقصد سے ہو تو پھر اگر یہ ممنوع باتوں میں مبتلا ہونا نہیں، واجب یا سنت کے چھوڑنے کے بغیر ہو سکتی ہے تو پھر نہ صرف جائز بلکہ مستحب بھی ہے ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ نیت حرام اور مکروہ باتوں میں موثر نہیں۔ یعنی اچھی نیت سے حرام حلال نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ مال حاصل کرنے کے لئے ہو اور حلال ذریعے سے مال حاصل کیا جائے تو یہ حرام نہیں مگر مذموم ہے اس لئے کہ یہ شخص ایسی صورت میں دباؤ کے ذریعے مال حاصل کرے گا یا لوگ خود خوف کھا کر دے دیں گے یا کاروبار کرنے میں اس کے عہدے کی وجہ سے روک ٹوک نہیں کی جا سکے گی۔

البتہ ایسی "جاہ" جس کی اسے کوئی محبت نہ ہو اور نہ اس کی حرص ہو تو یہ مذموم نہیں۔ انبیاء اور خلفاء راشدین کی جاہ سے بڑھ کر کوئی جاہ نہیں ہو سکتی۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۱) مذمت اور عار کا خوف ہونا

اس کی وجہ سے حق سے پیچھے ہٹ جایا جاتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

ظاہر ہے کہ حق سے پیچھے ہٹنے کا جذبہ کسی بھی طرح لائق تحسین نہیں ہے اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے انبیاء کرام کی زندگی کو سامنے رکھے اور جس طرح انہوں نے مذمت کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام انجام دیا خود حق پر قائم رہنے کا جذبہ پیدا کرے۔

(٢٢) خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا

دل کے منکرات میں سے "خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا" بھی ہے یعنی دل کی خواہش پر عمل کرے، چاہے جائز ہو یا ناجائز۔

اس کا توڑ مجاہدہ ہے جس کا مطلب ہے کہ نفس کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے ہٹا دیا جائے اور اس کی خواہشات کے خلاف چلایا جائے۔ (روح المعانی)

(٢٣) اَمَل (امید)

دل کے منکرات میں سے ایک "امل" یعنی امید ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ طویل عمر یا وقت جس میں کہ زائد لمبی زندگی کو چاہنا اس کی امید کرنا۔ یعنی بغیر کسی استثناء اور بغیر کسی نیکی کی شرط کے زندگی کی آس اور آرزو کرتے رہنا۔

اگر استثناء یا نیکی کے ارادے سے طویل زندگی کی امید کرتا ہے کہ عبادت زیادہ کرے تو یہ امید مذموم نہیں بلکہ مستحب ہے۔

اگر امید حرام چیزوں کی لذت حاصل کرنے کے لئے ہو تو حرام ہے ورنہ حرام نہیں لیکن مذموم ہے۔ (روح المعانی)

(٢٤) طمع (حرص)

دل کے منکرات میں سے ایک طمع ہے، اس کا مطلب ہے کسی لذت والی چیز کو چاہنا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حرام چیز کا ارادہ کیا جائے تو حرام ہے اور دوسری چیزوں کا ارادہ تو حرام نہیں البتہ مذموم ہے اور سب سے بدترین طمع لوگوں سے مال وغیرہ کی طمع کرنا ہے۔ (روح المعانی)

طمع کا توڑ "تفویض" ہے یعنی اپنے معاملوں کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے کہ یہی بہتر صورت اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرے گا۔

البتہ نیک کاموں مثلاً خدمت، نماز، صدقہ وغیرہ کی طمع مذموم نہیں ہے۔ (مفتاح اصلاح)

(۲۵) کینہ

دل کے منکرات میں سے ایک کینہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے دل پر خواہ مخواہ بوجھ بنالیا جائے اور اس سے نفرت کی جائے اور اس شخص نے کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہو۔ بلکہ کینہ کسی غلطی کی وجہ سے دل میں ہو اور اس کی برائی آ جائے اور دل ہمیشہ اس کی مخالفت کرتا رہے۔ تو اب اگر یہ اس غلطی کا خود بدلہ کرسکتا ہے اور اپنا حق وصول کرسکتا ہے تو اسے معاف کرنا زیادہ بہتر ہے اور اگر حق لینے پر قادر نہیں ہو سکتا تو اس کو قیامت تک مؤخر کردے البتہ معاف کر دینا پھر بھی بہتر ہے۔

(ملخص۔ الزواجر۔ مفتاح الفلاح مع اضافہ)

البتہ اپنا حق بغیر کسی زیادتی کے وصول کر لینا عدل ہے اور کبھی کبھی یہ معافی سے زیادہ بہتر ہوتا ہے مثلاً کسی کو معاف کرنے سے اس کا ظلم بڑھنے کا اندیشہ ہو، یا اس کا فسق و فجور عام ہونے کا اندیشہ ہو تو بھی بدلہ لینا زیادہ افضل ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۶) شماتة (مخالف کی مصیبت پر خوش ہونا)

یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے اس کا مطلب ہے کسی دشمن یا مخالف کی مصیبت یا کسی غم میں مبتلا ہونے پر خوش ہونا۔ اور یہ بہت زیادہ مذموم ہے۔ خاص طور سے اس وقت جب اسے اپنی کرامت سمجھ لیا جائے کہ میری دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے اس پر یہ مصیبت آئی ہے یا میری بددعا سے لگ گئی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

ہونا یہ چاہیے کہ اس مصیبت کو اس کا حیلہ سمجھے اور اس پر سے اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے دعا بھی کرے۔

لیکن اگر مصیبت زدہ شخص بہت ظالم ہو اور اس مصیبت کی وجہ سے اس کے ظلم کا خاتمہ یا روک تھام ہو گئی ہو تو پھر دعا کرنا جائز نہیں اور ظالم کے خاتمے پر خوش ہونا

بھی مذموم ہے۔ (مفتاح الفلاح)

کیونکہ موت کسی کی بھی ہو برحق ہے اور ہر شخص کو اس مرحلے سے گذرنا ہے لہٰذا ظالم اور دشمن کی موت سے طبعی خوش ہونا الگ بات ہے لیکن اس پر خوشی کا اظہار کرنا مذموم ہے کیونکہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اس لئے اس گناہ سے بچنے کے لئے ایسے وقت اپنی موت کو یاد کرے اور اس شخص کی دشمنی کو بھی اس کے ساتھ دفن کر دے۔ دل میں وسعت پیدا کرے اور اس کے لئے دعائے خیر کرے۔

(۲۷) بول چال بند کر دینا

دنیاوی امور کی وجہ سے تین دن سے زیادہ کسی سے بول چال بند کر دینا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ البتہ دینی امور کی وجہ سے کسی معصیت کی وجہ سے اگر یہ ترکِ تعلق اختیار کی جائے تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح منقول ہے۔ (لیکن یہ حکم صرف مردوں کے آپس میں اور محارم خواتین کے بارے میں ہے، غیر محرم سے تو بلا ضرورت بات کرنا ہی ناجائز ہے وہاں یہ حکم لاگو نہیں ہوگا)۔ اسی طرح عورتوں کے لئے عورتوں کے آپس میں اور محرم مردوں کے بارے یہ حکم ہے)۔

(۲۸) غدر

کسی سے عہد یا معاہدہ کو خواہ قولاً یا بغیر اجازت توڑ ڈالنا غدر کہلاتا ہے اور یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے اور حرام ہے۔ (الزواجر)

اس کا توڑ عہد کی حفاظت ہے، بوقتِ ضرورت کے وقت مشورہ اور اجازت سے عہد و معاہدہ کو ختم کر دینا جائز ہے اور فریقِ ثانی اگر شریعت کی خلاف ورزی کرے یا زیادتی کرے اور معاہدہ باقی رہنے میں شرعی یا جانی مالی نقصان ہوتا ہو تو بغیر اجازت توڑ دینا صرف جائز نہیں بلکہ واجب ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۹) خیانت کرنا

خیانت کرنا دل کے منکرات میں سے ہے اور حرام ہے۔ خیانت کا مفہوم عام ہے امانت کو بلا اجازت استعمال کرنا اس کا بنیادی مفہوم ہے اور نوکری، سبق، راز اور دوسرے معاملات میں اصول کی خلاف ورزی بھی خیانت میں شامل ہے مثلاً نوکری میں پورا کام نہ دینا۔ طالب علم کا سبق یاد نہ کرنا۔ اساتذہ یا طلبہ کا مدرسہ، اسکول یا دفتر پابندی سے نہ آنا، راز افشا کر دینا یہ سب خیانت میں شامل ہے۔ (ملخص۔ الزواجر، منہاج الفلاح)

اس گناہ کا توڑ یہ ہے کہ اپنے فرائض کو حسن خوبی ادا کیا جائے اور دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا جائے، امانت کا احساس پیدا کیا جائے۔

(۳۰) وعدہ خلافی کرنا

وعدہ خلافی کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی دل کے گناہوں میں سے ایک ہے یعنی کسی سے وعدہ کیا جائے اور وقت مقررہ پر سے پورا نہ کیا جائے اس کا توڑ وعدہ پورا کرنا ہے۔ کو وعدہ خلافی کی نیت سے وعدہ کرنا صریح جھوٹ ہے اور حرام ہے۔ اور پورا کرنے کی نیت سے وعدہ کرنا جائز ہے۔ وعدہ پورا کرنا بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک واجب ہے قرآن میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

احناف کے نزدیک حتی الامکان وعدہ پورا کرنا واجب ہے۔ کسی مجبوری یا ضرورت کے تحت پورا نہ کرنا جائز ہے۔ خواہ مخواہ وعدہ پورا نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ (خلاصہ الزواجر و منہاج الفلاح)

(۳۱) سوء ظن (بدگمانی کرنا)

اللہ تعالیٰ اور مومنین سے برا گمان رکھنا محض وہم یا شک کے بناء پر حرام ہے۔ اور اہل معصیت اور کھلم کھلا فاسقوں سے یا جس پر ایسے قرائن دلالت کریں اور

غالب گمان ہو جائے تو ان سے سوءِ ظن رکھنا درست ہے اور یہ سوءِ ظن نہیں ہے۔ (الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

سوءِ ظن کا توڑ اللہ تعالیٰ اور مومنین سے حسن ظن رکھنا ہے۔ اللہ سے حسن ظن رکھنا واجب ہے اور مومنین سے مستحب۔ اور یہ حکم اس مومن کا ہے جس کے بارے میں شک ہو۔ البتہ جو مومن ظاہر میں عادل اور پرہیزگار ہو اس پرہیزگار کو بلا وجہ غلط سمجھنا حرام ہے۔ البتہ معاملات کا مسئلہ مختلف ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۲) نحوست یا بدشگونی لینا

کسی چیز سے بدشگونی لینا حرام ہے کیونکہ حدیث میں اس کی سخت ممانعت ہے اور بدشگونی لینا شرکیہ توہمن کی پیداوار ہے اس لئے اس سے گریز کرنا چاہئے۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر معاملے میں بھلائی کی امید رکھی جائے اور مخلوق و واقعات کو غیر موثر سمجھا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۳) مال و دولت کی محبت

(حب مال) دولت روپیہ پیسہ کو پسند کرنا۔ اسی کے پیچھے پڑے رہنا، دل کے منکرات و گناہوں میں سے ہے۔ محض اپنی ذات کے عیش و تعیش کے لئے دولت جمع کرنا دولت کے لئے کوشش مذموم ہے۔ حرام مقاصد کے لئے حرام ہے اور حلال مقاصد کے لئے حرام تو نہیں البتہ مذموم ہے۔ دینی امور، صدقہ اور غریبوں کی مدد کے لئے ایسا کرنا مذموم بھی نہیں۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۴) دنیا کی محبت

دنیا کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں، خواہش اور لذات کو وقت اجل سے پہلے حاصل کرنے کی طلب ہو۔ اس کا حکم بھی مال کی محبت کی طرح ہے۔ دنیا کی محبت اور اس کے پیچھے پڑنے کی مذمت میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث آئی

نتیجہ یہ کہ دنیا کی طلب وجہ کو حصول اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور کوشش میں ایسا لگ جانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے حکم سے غافل کر دے یقیناً مذموم ہے۔ لیکن اگر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو اور فرائض کو اپنے وقت پر ادا کرتا رہے تو مذموم نہیں ہے۔ خدا کی یاد سے غفلت کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اس کے ذہن میں دنیا کے حصول کی بات رہے۔ (واللہ اعلم)

اس کا توڑ ''زہد'' یعنی دنیا سے بے رغبتی کرنا اور دل پر اس کے اثرات کا نہ پڑنے دینا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۵) لالچ

دل کے منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ مالدار ہونے کے باوجود زیادہ مال کو چاہا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ملا ہے اس پر صبر نہ آئے اور دوسری چیز مل یا دوسرے کے مال کی طرف نظریں لگائی جائیں۔

اس کا توڑ ''قناعت'' ہے یعنی کم کو بہت سمجھنا اور اسی پر صبر کرنا۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۶) بے وقوفی

یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے جس کا مطلب عقل کی کمزوری، حماقت اور کم بودا پن ہے۔

اس کا علاج رشد، یعنی قوت عقل، اس کا کمال ہے یعنی ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا، بات کو سمجھے بغیر اس پر عمل نہ کرنا، غور و فکر کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا بے وقوفی سے نکال دیتا ہے۔ (مفتاح الفلاح، اخبار تعلیم المتعلمین)

سستی

سستی بھی دل کے منکرات میں سے ہے اس کا مطلب فوری توجہ کے کام کو کسی اور وقت کے لئے موخر کر دینا ''دل چرانا'' ہے۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ ہر کام کو اس کے وقت پر کرنا اور تیزی سے اپنانا، سستی کسی بھی حال میں مذموم ہے مشہور مقولہ ہے آج کا کام کل پر مت ڈالو۔

(۳۸) جلد بازی

اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جلدی کرنا یا ذہن میں آتے ہی اس کو کر لینا یعنی غور و فکر، و تدبر کے بغیر اس کے نتائج و عواقب کو سمجھے بغیر اور اس کی تمام جزئیات کو بروئے کار لائے بغیر اس کام کو سر انجام دے دینا جلد بازی کہلاتا ہے اور اس سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ یہ بعض اوقات حرام اور بعض اوقات مکروہ کے درجے میں ہوتی ہے۔ (مفتاح النجاح)

اس کا توڑ سنجیدگی اور تحمل ہے کہ اپنی طبیعت پر اسے برداشت کرکے سوچا سمجھا جائے پھر عمل کیا جائے۔

(۳۹) وقت کو ٹالنا

دل کے منکرات میں سے دینی اعمال کو ٹالنا بھی ہے یعنی ہر کام کے لئے یہ سوچے کہ تھوڑی دیر بعد کرلوں گا، دینی اعمال میں تو یہ بہت زیادہ مذموم ہے اس کا توڑ فوری طور پر دینی امور کو انجام دینا اور دوسروں سے زیادہ کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

(۴۰) سخت دل ہونا

منکرات دل میں سے "دل کا سخت ہونا" بھی ہے دل کے سخت ہونے کی وجہ سے انسان نرم دلی، شفقت اور دکھ درد سے محروم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو بھی یہی فرمایا گیا کہ "اگر آپ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ سے بدک کر دور ہو جاتے" (سورہ آل عمران ۱۵۹)

اس کا توڑ نرم دلی و نرم خوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرے کو اپنی زبان یا حرکت سے تکلیف نہ ہونے دینا اور رحمت اور شفقت سے پیش آنا۔ اسی طرح قومی

پریشانی کے حل کے لئے کوشش بھی رحم دلی اور نرم خوئی ہے۔

سخت دلی مکروہ ہے بعض صورتوں میں حرام تک پہنچ جاتی ہے۔ (مفتاح السعادۃ)

(۴۱) بے حیائی

گناہ کے ارتکاب میں ”حیا“ و شرم نہ کرنا، فحش کلامی اور بداعمالی پر بے خوف ہونا اور فحاشی عریانی کو برا نہ سمجھنا بے حیائی ہے، یہ بھی حرام ہے۔

اس کا توڑ ”حیا“ ہے جس کا مطلب ہے، نفس کا برے کاموں کو کرنے سے خوف کھانا اور اپنے نفس کو خوف دلاتے رہنا۔ بے حیائی کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ (زواجر۔ مفتاح السعادۃ)

(۴۲) دنیا پر غم کھانا

دنیا کی نعمتوں کے زائل ہونے پر غمگین اور رنجیدہ ہونا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان دنیا کے آنے سے خوش ہوتا ہے، تو جانے سے یقیناً غمگین ہوگا۔ رنج انسان کو صبر کے بجائے جزع و فزع اور شکر کے بجائے سرکشی و طغیان کی طرف لے جائے تو حرام ہے ورنہ نہیں۔

کمال انسانی یہ ہے کہ دنیا کے ملنے اور کھونے دونوں پر انسان کی کیفیات برابر ہوں۔ اسی کو مقام تسلیم کہا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت عزیز ہے۔ (مفتاح السعادۃ)

(۴۳) دنیاوی امور پر خوف

یہ بھی منکرات دل میں سے ہے کہ دل دنیا کی کسی ناپسند بات میں مبتلا ہونے سے خوفزدہ ہو۔ یہ رنج و حزن سے الگ ہے کیونکہ رنج گذشتہ دور کی کسی بات پر ہوتا ہے اور خوف آئندہ آنے والی بات پر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بزدلی سے بھی الگ ہے کیونکہ بزدلی خود اختیاری اور مجبوری کی کمی کو کہتے ہیں۔ (مفتاح السعادۃ)

اس کا توڑ اللہ پر توکل اور ہر چیز کا وقت مقرر ہونے کا عقیدہ مضبوط رکھنا

ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے جس وقت چاہے گا کچھ بھی کر سکتا ہے اس کے چاہے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

(۳۳) دھوکہ دینا

کسی کو اپنا تاثر دینا کہ تم اس کے خیر خواہ ہو اور پھر اسے ضرر پہنچنے سے متنبہ بھی نہ کرے اور اسے جانی یا مالی یا ذہنی ضرر پہنچ جائے۔ جیسے کسی کو عیب بتائے بغیر کوئی عیب دار چیز بیچ دی جائے۔ دھوکہ دینا حرام ہے۔ (ازواجر۔ مفتاح الفلاح)

اس کا توڑ یہ ہے کہ سچائی اور ایمانداری کو اختیار کیا جائے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اور کم منافع پر صبر کرے۔

فتنہ

اس کا مطلب ہے لوگوں کو اضطراب، اختلاف، پریشانی یا مصیبت میں مبتلا کر دینا اور اس سے دین یا ملک کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ جیسے حاکم کے خلاف بغاوت پر لوگوں کو اکسانا، امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنا، دینی یا دنیاوی غلط عقائد و نظریات پھیلانا، یہ سب گناہ اور دین سے متعلق ہو تو اسلام سے بغاوت ہے۔

بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اسلام میں فتنہ پھیلانا قابل گردن زدنی عمل ہے۔ حکومت وقت ایسے شخص کو سزائے موت دے سکتی ہے۔

مداہنت

مداہنت دین کے معاملے میں کمزوری اور خرابی کو کہتے ہیں جیسے گناہ کا کام ہوتے وقت چپ رہنا لہٰذا اگر منع کرنے یا رائے دینے کی طاقت بھی ہو اور اس سے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو مداہنت حرام ہے۔ اس کا توڑ دین پر مضبوطی ہے اگر وہاں کا چپ رہنا اس پر یا کسی اور پر سے ضرر کو دور کر سکتا ہو تو اس کا چپ رہنا جائز ہے بلکہ بعض حالات میں مستحب ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۷) لوگوں سے انس رکھنا

لوگوں سے انس (محبت) رکھنا اور ان سے دوری کو ناپسند کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ ہونا چاہیے یہ نہیں کہ رشتہ داروں، محلہ داروں سے بالکل کٹ کر نہ رہے بلکہ کبھی کبھار ان سے ملتا رہے لیکن یہ بھی نہ ہو کہ وقت بالکل صرف کردے اور اپنے اکثر اوقات دوستی، گپ شپ وغیرہ میں گذار دے، یہ مذموم ہے اور اسی طرح دنیاوی مال ومتاع سے انس رکھنا مذموم ہے۔

بلکہ ضروری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے انس رکھا جائے اور لوگوں سے ملاقاتوں سے وحشت اور گھٹن محسوس کرے۔ اور ایسا تکبر یا خود پسندی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ ان کی وجہ سے ذکر، فکر اور اطاعت میں رکاوٹ کی وجہ سے ہو۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۸) بے وقار ہونا

دل کے منکرات میں سے تیزی، بے چینی ظاہر کرنا بھی ہے یعنی فضول حرکات وسکنات اور ادھر ادھر خوانخواہ دیکھنا وغیرہ۔

اس کا توڑ وقار اور سکون ہے اور فضول نظر، فضول گوئی اور خوانخواہ کی حرکات وسکنات سے اجتناب ہے اور یہ اجتناب قوت علم، بردباری اور نیکوکاروں کی نشانی ہے لیکن اس طرح کا سکون واہتمام ریاء کاری اور تکبر سے خالی ہونا ضروری ہے۔

تکبر اور ریاء سے خالی ہونا اس وقت سمجھا جائے گا جب اکیلے میں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ایک ہی طرح کے وقار سے ہو۔ یہ نہ ہو کہ دوسروں کے سامنے زبان چپ اور گردن تنی اور خاص دوستوں اور گھر میں زبان قینچی کی طرح چلے اور غیر سنجیدہ حرکتیں کرے۔ اہل علم سے بھی بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۹) عناد

عناد یعنی حق کو تسلیم نہ کرنا اور علم ہونے کے بعد بھی حق کا انکار کرنا یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔

عناد کا مطلب یہ ہے کہ کسی بات یا شخص کو حق سمجھتے ہوئے بھی انکار کرنا محض دلی نفرت ہونے کی وجہ سے اسے حیثیت نہ دینا۔ جیسے کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو سچا نبی سمجھنے کے باوجود ان کی اتباع کرنے سے انکار کیا۔

(۵۰) نخوت

اسی طرح نخوت اور انکار یعنی نصیحت کو قبول نہ کرنا اور خود سے مرتبہ و عمر میں بڑے کی حق اور جائز بات نہ ماننا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ عناد اور نخوت کا علاج حق کو تسلیم کرنے کی قوت پیدا کرنا اور تواضع دل میں پیدا کرنا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۱) ڈینگیں مارنا

ڈینگیں مارنا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ اس کا مطلب ہے خود کو بہت اچھا، عقلمند اور بہادر ظاہر کرنا۔ اپنی استطاعت سے باہر کاموں کو کرنے کا جھوٹا اظہار اور جھوٹ سچ کی تحقیق کئے بغیر عجیب باتیں کرنا اور واقعات سنانا۔

(۵۲) نفاق

نفاق بھی دل کا ایک خطرناک منکر ہے یعنی باطن میں جو کچھ ہو اس کے برخلاف ظاہر کرنا، اسی طرح جو زبان سے کہہ دے عملاً اس کے خلاف کرنا یہ بھی حرام ہے۔ (مفتاح الفلاح)

نفاق دنیاوی اور دینی دونوں قسم کے معاملات میں ہوسکتا ہے دنیاوی منافقت یہ ہے کہ کسی کو اپنا بن کر دھوکا دینا۔ بے وفائی کے ارادے سے وفاداری دکھانا اور دینی منافقت بے عملی اور دین کی بے توقیری ہے۔

(۵۳) جربزہ

یہ بھی خطرات قلب میں سے ہے جو کہ ایسی باتوں کے سمجھنے اور بیان کرنے سے پیچھے پڑ جانا جو ناسمجھی میں متشابہات اور تقدیر کی بحث کرے۔ یا ایسے کام کرنا جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۴) کند ذہنی

یہ وہ مرض ہے جو انسان کو خیر اور شر کی پہچان کرنے میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ یہ بھی خطرات قلب میں سے ہے اس کا توڑ فطانت ہے یعنی سوچ سمجھ کر صحیح اور غلط میں تمیز کرلینا۔ کند ذہنی کا توڑ کرنا لازم ہے۔

(۵۵) بے باکی (تہور)

وہ بے باکی ممنوع ہے جہاں بے پرواہی کے ساتھ ان کاموں میں بھی آگے آجائے جہاں کوئی آنا نہ چاہئے۔ جہاں نہ جانا ہو وہاں چلا جائے۔ بسا اوقات اس میں ہلاکت اور جان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے خود کو ہلاکت میں ڈالنا حرام ہے۔ قرآن میں سورہ بقرہ میں اس کی ممانعت موجود ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۶) بزدلی

جہاں انسان کو کام کرنا چاہئے۔ سامنے آنا اور حق کا اظہار کرنا چاہئے۔ وہاں سامنے نہ آنا بزدلی ہے۔

تہور اور بزدلی کا علاج بہادری ہے۔ بہادری ان دونوں کی درمیانی صفت اور حالت کو کہتے ہیں۔ وقت پڑنے پر میدان میں آنا، دشمن سے زبان یا ہاتھ اور قلم سے لڑنا یہی بہادری ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۷) شرارت اور فجور

یعنی انسان اپنی ہر خواہش پر عمل کرے اور خلاف شرع کام کرے۔ ایسا کرنا

حرام ہے۔

(۵۸) جمود

جو کام کرنا جائز ہے اسے بھی نہ کرے اپنی جائز خواہشات کا احترام بھی نہ کرے اور نہ انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائے، ایسا کرنا عام حالات میں مذموم اور جب شرعی حکم کی خلاف ورزی ہو تو حرام ہے۔ (مفتاح الفلاح)

ان دونوں کا توڑ عفت و عصمت ہے یعنی اپنی خواہشات کو شرافت و مروت کے مطابق سرانجام دے (مروت مردانگی کو کہتے ہیں)۔

فائدہ:

اخلاق اور خلق۔ ایک ایسا ملکہ ہے جس کی وجہ سے نفسانی افعال سہولت کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں اگر اس میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے تو اس کا مداوا بھی ممکن ہے۔

شریعت نے بھی اس کا مداوا کرنے کا حکم دیا ہے، عقلاء کا کہنا بھی یہی ہے اور تجربہ بھی ہے کہ اس کا مداوا ممکن ہے اور مزاجوں کے مختلف ہونے کے اعتبار سے اخلاق کی استعداد بھی علیحدہ ہوتی ہے۔

اس کا مدار نفس کے قویٰ پر ہے اور وہ تین ہیں۔

(۱) قوت گویائی: اگر یہ اعتدال پر ہو تو حکمت ہے، حد سے آگے ہو تو "جربزہ" ہے اور اگر بالکل کم ہو تو غباوت ہے۔

(۲) قوت غضب، یعنی ناپسندیدہ بات کو دور کرنے کے لئے نفس کی حرکت غضب کہلاتی ہے۔ اگر یہ اعتدال پر ہو تو بہادری ہے حد سے زیادہ ہو تو "تہور" اور حد سے کم ہو تو بزدلی ہے۔

(۳) شہوت: پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کے لئے نفس کی حرکت شہوت کہلاتی ہے۔ اس کا اعتدال "عفت" حد سے آگے شرارت اور فجور اور ضرورت سے کم ہو تو "جمود" ہے۔ (مفتاح الفلاح)

ہر چیز میں اعتدال مطلوب ومحبوب ہے اور اسی کی تعریف جا بجا قرآن وسنت میں بکھری ہوئی ہے۔ لہٰذا اعتدال میں بھی غرض فاسد ہو تو یہ رذائل میں شمار ہوگا اور غرض فاسد سے خالی ہو تو فضائل میں شمار ہوگا۔

لیکن اگر کسی کے بدخلقی پیچھے لگ جائے تو اسے اس کا علاج کرنا چاہئے اور بد خلقی کے مقابل خوش خلقی کے افعال کرنا چاہئیں اور دل ودماغ اور عادات پر صبر کر کے بھی خوش خلقی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اور جسے اللہ تعالیٰ خوش خلقی کی نعمت عطا فرما دے تو اسے چاہئے کہ اس کی حفاظت کرے اور خوش اخلاق لوگوں کے پاس رہے اور بروں کی صحبت سے بچے لہو و لعب، مزاح اور ریاکاری کے قریب نہ جائے، اپنے علمی وعملی وظائف پر کاربند رہے۔ علم کی جلالت شان، ہمیشگی اور صلحاء کو یاد رکھے۔ دنیا کو حقیر اور فانی جانے۔

ایسے لوگوں کو دوست بنائے جو اسے اس کے عیوب پر مطلع کرتے رہیں۔ جب اپنے عیوب پتہ لگیں تو ان پر قابو پائے اور لوگوں کے عیوب نظر آئیں تو کوشش کرے کہ وہ عیوب اس میں داخل نہ ہونے پائیں۔ اگر دل میں کوئی سرکشی کا داعیہ پیدا ہو تو مجاہدہ کر کے اس کو زیر کرنے کی کوشش کرے۔

اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین

☆☆☆

فصل دوم

﴿زبان کے منکرات﴾

(۱) کلمہ کفر کہنا

زبان کے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ کلمہ کفر ادا کرنا ہے۔ کلمہ کفر کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ضروری بات سے انکار، اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی یعنی ان حضرات کی ذات یا احکام سے تمسخر کرنا، ان کی شان میں غیر مناسب بات کہنا وغیرہ۔

اگر "کلمہ کفر" زبان سے اپنی خوشی اور مرضی کے ساتھ ادا کیا ہو تو کہنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے تمام اعمال حبط (ضائع) ہو جاتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری)

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ شخص پہلے کلمہ پڑھے اور توبہ کرے اور اگر شادی شدہ ہو تو نکاح دوبارہ کرے۔

حاکم اس سے زبردستی توبہ کرائے اور اسلام قبول کرنے کا حکم دے چنانچہ اگر یہ تین دن کے اندر اسلام قبول کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے سزائے موت دے دی جائے۔ (شامی، عالمگیری)

اگر کلمہ کفر کسی نے اسے مجبور کر کے کہلوایا تو ایمان برقرار رہے گا اور کافر نہیں ہوگا۔ (شامی)

عورت کا بھی حکم یہی ہے اور اس کا نکاح دوبارہ جبراً اسی کے مسلمان شوہر سے کرایا جائے گا۔ یعنی اگر عورت کلمہ کفر یہ نکاح سے جان چھڑانے کے مقصد سے کلمہ کفر

کہہ دیا ہو۔ (شامی)

(۲) کفر کے اندیشہ والے کلمات کہنا

اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے بلا ارادہ کلمۂ کفر نکل جائے یا اس سے مشابہ کلمہ اپنی مرضی سے کہہ دے تو اس میں احتیاطاً ایمان اور نکاح کی تجدید کرے۔

(۳) غلطی سے کلمۂ کفر کہہ دینا

اس کا مطلب یہ ہے کہ کہنا کچھ اور چاہتا تھا مگر زبان سے کفریہ کلمات نکل گئے۔ ایسے میں کہنے والے کو توبہ واستغفار کرنی ضروری ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (شامی۔ عالمگیری)

(۴) جھوٹ بولنا

زبان کے گناہوں میں سے اہم گناہ جھوٹ بولنا ہے۔ جھوٹ یہ ہے کہ انسان خلافِ واقعہ بات کہے اگر یہ اپنی مرضی سے کہا ہے تو حرام قطعی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سترہویں پارے اور دیگر جگہوں میں جھوٹ بولنے کی ممانعت فرمائی اور جھوٹوں کے لئے سخت عذاب بتایا ہے۔

الزام تراشی

سب سے سخت جھوٹ (بہتان) الزام تراشی ہے اور سب سے سخت اور بڑی الزام تراشی جھوٹی گواہی ہے اور اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا ہے۔ (الابداع۔ کتب فقہ)

بہتان سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اسے چھوڑنے کا عزم کرے۔ جس پہ بہتان لگایا ہے اسے حتی الامکان راضی کرے اور جنہوں نے الزام سنا تھا ان کے سامنے اپنے جھوٹا ہونے کا اعتراف کرے۔ (مفتاح الفلاح)

ولدیت کا جھوٹ

اپنی ولدیت کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا بھی جھوٹ ہے۔ عام طور پر لوگ جس بچے کو گود لیتے ہیں اس کی ولدیت میں اپنا نام لکھوا دیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (ابو داؤد)

جھوٹا وعدہ

جھوٹا وعدہ کرنا بھی جھوٹ میں شامل ہے۔ جبر کی مثال بات گھڑنا بھی جھوٹ ہے۔ ہنسی مذاق میں جھوٹی بات کہنا بھی جھوٹ ہے۔ (ترمذی مشکوٰۃ احادیث)

جھوٹ کی چھوٹ

جھوٹ تین جگہ جائز ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ تین جگہ کے سوا کہیں حلال نہیں۔ ایک یہ کہ اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے، دوسرا یہ کہ جنگ میں جھوٹ بولے تیسرا یہ کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ المصابیح)

اسی طرح ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے بھی جھوٹ جائز ہے۔ اسی طرح شرعی حق حاصل کرنے کے لئے بھی جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے۔

(۵) تعریض کرنا

گفتگو سے ظاہر ہونے والی بات کے خلاف کا ارادہ کرنا اور اس سے لغوی معنی کا ارادہ کرے تعریض کی جڑ سے کچھ بات خالی نہیں۔ یعنی نیت تعریض کی ہو مگر اس میں کوئی لغوی معنی دوسری بات کا شائبہ نہ ہو تو وہ صریح جھوٹ ہوگا۔

تعریض کرنا بضرورت جائز ہے بغیر ضرورت مکروہ ہے اسی طرح شاید کہہ کر یا ہوسکتا ہے کہہ کر بات کرنا بھی تعریض میں شامل ہے۔ (مفتاح الاعمال)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ایک حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ جھوٹ چار جگہوں سے نکلتا ہے۔ ان شاء اللہ، ماشاء اللہ۔ لعل (شاید) اور عسیٰ (ہوسکتا ہے)۔

خلاصہ یہ کہ تعریض بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔

جھوٹ کا توڑ سچ ہے یعنی حقیقت کے مطابق صحیح بات کہنا۔

(۲) غیبت کرنا

کسی کے دنیاوی یا دینی عیب کو کسی اور کے سامنے اور اس کی غیر موجودگی میں کہنا، یا اشارے سے اس کے خلاف کوئی بات کہنا دلی بغض نکالنے یا برا بھلا کہنے کے لئے ایسا کہا جاتا ہے۔ سورۂ حجرات میں اس کی ممانعت آئی ہے اور یہ حرام ہے۔

غیبت اس وقت حرام ہوتی ہے جب مخاطب اس شخص کو جانتا ہو اور غیبت برا بھلا کہنے کے لئے کی جائے لیکن اگر کوئی بات تعریف میں کی جائے تو وہ غیبت نہیں۔

لیکن بظاہر بری نظر آنے والی بات جس کا تذکرہ ہورہا صاحب معاملہ کو پتہ ہو تو اسکی بات کہنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ غیبت میں شامل ہوگی۔

اسی طرح کسی جماعت یا شہر والوں کی غیبت کرنا غیبت نہیں۔ (فتاویٰ قاضیخان)

اگر کسی کی حرکات سے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہو اور اس کو روکنے کے لئے حکمران کے ہاں اس کی شکایت کی جائے تو یہ بھی غیبت نہیں۔

غیبت کے درجات

غیبت کے تین درجات ہیں۔

(۱) کسی کی غیبت کرے اور یوں کہے کہ میں غیبت نہیں کر رہا بلکہ یہ وہ بات ہے جو اس میں حقیقتاً ہے یا کہے کہ میں اس کے منہ پر بھی کہہ سکتا ہوں تو ایسا کہنا کفر ہے۔ فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے اپنی کتاب "التنبیہ" میں حرام کو حلال سمجھنے کی بناء پر اس طرح کی غیبت کو کفر کہا ہے۔

(۲) کسی کی غیبت کرے اور غیبت کا علم اسے بھی ہوجائے جس کی غیبت کی گئی ہے

تو یہ بھی حرام ہے اور بغیر اس شخص سے معاف کرائے، معاف نہیں ہوتی کیونکہ یہ حق عبد ہے اور توبہ بھی کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ حقوق اللہ میں سے بھی ہے۔

(۳) غیبت اس شخص تک نہ پہنچے تو اس کا حکم یہ ہے کہ توبہ و استغفار کرے اور جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے بھی توبہ و استغفار کرے۔

یہ تفصیل فقیہ ابو اللیثؒ کے قول مختار کے مطابق ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ہر قسم کی غیبت میں معاف کرانا ضروری ہے۔

جس شخص کے سامنے غیبت کی جا رہی ہو اسے چاہئے کہ اسے منع کر دے اگر وہ باز نہ آئے تو وہاں سے ہٹ جائے۔

جہاں کسی کی غیبت ہو رہی ہو وہاں جانا اور اس مجلس میں بیٹھنا بھی گناہ ہے اور اپنی خود کی غیبت سننا بھی منع ہے۔ (ملخص از الزواجر و مفتاح الفلاح)

(۷) چغلخوری کرنا

چغلی کسی کی ایسی بات ظاہر کرنا جسے وہ ظاہر کرنا پسند نہ کرتا ہو۔ زیادہ تر چغلخوری کا اطلاق کسی ناپسند بات کو نقل کرنے پر ہوتا ہے۔ راز افشاء کرنے کو بھی چغلخوری کہا جاتا ہے۔ چغلخوری حرام ہے۔ (ملخص از مفتاح القرآن)

لیکن اگر کسی کو تکلیف پہنچنے والی بات ہو اور اس کے علم میں لائے بغیر اس کی تکلیف سے بچا نہ جا سکتا ہو تو ایسے میں بتا دینا چغلخوری نہیں کہلاتا بلکہ ہمدردی کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾ (القلم)

”اور اطاعت مت کر کسی بھی قسمیں کھانے والے، ذلیل، بہت طعنے دینے والے کی جو چغلخوری کرتا ہو۔“

(۸) مذاق اڑانا

یعنی کسی کی حیثیت کو گرانا۔ اسے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کی ہتک عزت کرنا۔ دوسروں کے سامنے ہنسی اڑانا یہ حرام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ایک قوم دوسرے کا مذاق نہ اڑائے۔ (الحجرات آیت ۱۱) کسی کا مذاق اڑانا خود کو بالاتر سمجھنے اور خودپسندی کی وجہ سے ہوسکتا ہے جو کہ تکبر اور نخوت کی شاخیں ہیں اس لئے ان سے بچنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس کا توڑ یہ ہے کہ ہر مسلمان کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے اور اس کی عزت کی جائے اور تواضع اختیار کیا جائے جب دوسرے کو خود سے اچھا سمجھے گا مذاق اڑانے سے باز آجائے گا۔

(۹) لعنت کرنا

لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ لعنت کرنے کا مطلب کسی کے لئے لعنت کی دعا یا طلب وامید ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کسی شخص معین کے لئے حتمی طور پر لعنت کرنا حرام ہے۔ چاہے وہ شخص زندہ ہو یا مردہ البتہ ظالم یا کسی معاند کافر پر جس کی موت کفر پر ہونا ثابت ہو (مثلاً ابوجہل) لعنت کرنا جائز ہے۔ کسی جانور یا بے جان چیز پر بھی لعنت کرنا درست نہیں، البتہ کسی عام وصف کی بنیاد پر لعنت کرنا جائز ہے۔ مثلاً بدکاری کرنے والوں اور سود کھانے والوں پر علی العموم لعنت کرنا وغیرہ۔ (مفتاح اخلاق)

اس لئے لعنت سے بچنے کے لئے رحمت اور رحم کرنے کے احکامات کو مدنظر رکھا جائے اور لوگوں پر بالعموم رحمت کی دعا کی جائے اور اسی کو ہی معمول بنایا جائے۔

(۱۰) گالی دینا

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گالم گلوچ کرنے والوں میں سے پہلے شخص پر سارا گناہ ہے یعنی جو گالم گلوچ کا سبب بنے اس پر گناہ زیادہ ہوگا۔ مثلاً جاہل، احمق ایسے الفاظ

ہیں جس میں مقابلہ و تقابل جائز ہو سکتا ہے یا زانی لوطی وغیرہ جیسے الفاظ جس میں تقابل نہیں ہو سکتا۔ دونوں طرح کے الفاظ کہنا گناہ ہے اور شروع کرنے والے کا گناہ زیادہ ہے۔ دوسرے شخص پر گالی سن کر صبر کرنا واجب ہے

یا تو صبر کر کے معاف کر دے، یا عدالت سے رجوع کرے یا جیسی قسم کے الفاظ میں جواب دے دے۔

(۱۱) فحش گوئی

فحش گوئی کا مطلب گندے کاموں کی صریح الفاظ سے تعبیر کرنا مثلاً جماع، قضائے حاجت یا شرمگاہ کے نام یا افعال کو ذکر کرنا

اس کا حکم یہ ہے کہ بغیر ضرورت ان الفاظ کو استعمال کرنا مکروہ ہے۔ ادب یہ ہے کہ ایسے جملوں کے لئے کنایہ و اشارے کے الفاظ استعمال کرے یہی صالحین کی روش ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۲) طعنہ کشی (عار دلانا)

کسی شخص کی کسی غلطی عیب یا خاندان کے کسی فرد کی غلطی، کمی یا عیب پر عار دلانے کو طعن و تعییر کہا جاتا ہے اسی کے بارے میں سورہ حجرات میں وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کی آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کی رو سے طعنہ کشی مخاطب کو ذلیل کرنے کی نیت سے حرام ہے۔ اس لئے طعنہ کشی سے پرہیز کیا جائے اور دوسرے کو کسی عیب میں مبتلا دیکھ کر مسنون دعا پڑھی جائے۔

﴿الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا﴾

(۱۳) نوحہ کرنا

اس کا مطلب ہے کہ مرنے والے کے شمائل اس کی اچھی عادات کو بلند آواز

سے بیان کرنا، چاہے اس وقت رونا آرہا ہو یا میت پہ رونے والے دنوں میں ایسا کرنا یا نوحہ کرنے والوں کو بلایا ہو، اجتماعی طور پر اس کی شان میں اچھے الفاظ کہتے ہوئے رونا پیٹنا حرام ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۴) مراء

یعنی کسی کے کلام میں خلل ڈالنے یا غلطی نکالنے کی نیت سے طعن کرنا۔

اب یا تو یہ ادبی (لغت کی) غلطی ہو یا معنی کی یا کلام کے بیچ میں کچھ بے "درست ہے" "حق ہے" واہ، واہ، واہ جیسے الفاظ کہنا اور اس سے مراد حق نہ ہو بلکہ متکلم کی تحقیر مقصود ہو یا اس شخص کی ذہانت کی تعریف بغرض فاسد کرنا۔ یہ سب حرام ہے۔

سامع پر لازم ہے کہ متکلم کی بات سنے اگر حق ہو تو مان لے، اگر باطل ہو اور امور دین سے متعلق نہ ہو تو چپ رہے۔ اگر امور دین سے متعلق ہو تو پھر اس کے باطل ہونے کا اظہار کرے اور اس پر اچھے اور مناسب الفاظ سے تغییر کرے اگر اس شخص سے تسلیم کرنے کی امید ہو کیونکہ یہی نہی عن المنکر ہے۔ ورنہ یہاں بھی چپ رہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۰) بحث کرنا

اس کا مطلب ہے کہ اپنے موقف کی تائید و اظہار کرنے کے لئے مخاطب سے الجھنا۔

اگر مخاطب کو نیچا دکھانے اور اپنی برتری دکھانے کے لئے بحث کی جائے تو حرام ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک تو کفر ہے (جیسا کہ خلاصہ میں لکھا ہے)

ہاں اگر کہیں ضرورت پیش آجائے اور خاموش رہنے میں لوگوں کے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور دوسرا کہنے والا کوئی صاحب جاہ شخص ہو جو اپنے غلط عقیدے کی طرف راغب کر سکتا ہو تو ایسے شخص کے مقابلے میں صحیح بات کہنا اور دلائل دینا بالکل درست ہے۔ جاہل سے الجھنا پھر بھی درست نہیں۔ (مفتاح الفلاح)

اور بعض بظاہر پڑھے لکھے لوگ جن سے یہ ظاہر ہو کہ ان کا مقصد سوائے وقت گذاری یا لطف لینے کے کچھ نہیں تو ان سے بھی بحث نہ کی جائے بلکہ اچھی بات کہہ کر ٹال دیا جائے۔

(۱۶) زبان سے لڑنا (منہ ماری کرنا)

یعنی اپنے حق یا مال کے حصول کے لئے منہ ماری تلخ کلامی کرنا۔ اگر خود باطل پر ہو یا بغیر علم لڑے، یا منہ ماری کے دوران تکلیف دہ کلمات استعمال کرے جس کی کوئی ضرورت نہ ہو، یا لڑائی محض مخاطب کو دبانے اور اس کا حوصلہ توڑنے کے لئے ہو تو حرام ہے، اور ان سب باتوں سے خالی ہو تو جائز ہے لیکن پھر اس کا ترک کرنا "وانفع البلاء" ہے۔ لہٰذا کوئی اور راستہ اختیار کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۷) موسیقی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ (لقمٰن: ۲)

"اور کچھ لوگ خریدتے ہیں کھیل کی باتیں"

مفسرین نے صحابہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ لھو الحدیث سے مراد گانا اور گانے والے ہیں۔ (معارف القرآن)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا تمام ادیان میں حرام ہے، زیادات میں ہے کسی آدمی نے جب ایسے کام کی وصیت کی جو ہمارے اور اہل کتاب کے ہاں حرام ہے، اس میں انہوں نے گانے والوں کے لئے وصیت کی مثال دی ہے اور ظہیر الدین مرغینانی سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے تغنی کرنے والے کو کہا کہ تو نے بہت اچھا گایا یا پڑھا تو کافر ہو جائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے لوگوں کے نئے تغنی سوز سے پڑھنا یا گانا حرام قطعی ہے اس پر اجماع ہے لہٰذا حرام کی تحسین و آفرین کرنا حرام کو حلال سمجھنا ہے۔

اسی طرح ہر بری چیز پر جس کا قبیح قطعی ہو اس کو اچھا کہنا، اس پر داد دینا کفر ہے۔ صاحب ہدایہ اور صاحب ذخیرہ نے اسے گناہ کبیرہ لکھا ہے۔

یہ سارا حکم مباح تغنی کے علاوہ ہے اور حرام میں صوفیاء کی طرز پر گانا، اشعار و اذکار کے ساتھ وجد کرنا، اہل ہوی اور بے ریش لڑکوں کے ساتھ اس قسم کی محفلیں بھی اسی حکم میں داخل ہیں بلکہ یہ مذکورہ تغنی سے زیادہ قبیح ہے۔ اس لئے کہ اس میں اعتقاد عبادت کا کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا نام آلات موسیقی کے ساتھ لینا اور بھی زیادہ برا ہے۔ آپ ﷺ تو خود آلات موسیقی توڑنے تشریف لائے تھے جیسا کہ خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

البتہ موسیقی کے بغیر دفع وحشت کے لئے صرف اشعار پڑھنا یا عیدوں اور شادیوں میں لہو و لعب اور دف بجانا وغیرہ اس کے جواز اور منع ہونے میں اختلاف ہے لیکن فی زمانہ صحیح بات یہ ہے کہ ان وقتوں میں موسیقی وغیرہ کا استعمال منع ہے۔ اور شادیوں میں موسیقی کے نام پر ہنگامہ، فنکشن کے نام پر بے حیائی کا مظاہرہ گھروں کی تقاریب میں اختلاط مرد و زن اور دیگر خرافات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

قرآن کریم کو سوز کے ساتھ پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ امام بزازی فرماتے ہیں کہ قرآن کو سوز کے ساتھ پڑھنے پر معصیت ہے۔ پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گناہگار ہیں۔ (مجمع الفتاوی)

امام بزازی یہ بھی فرماتے ہیں کہ قرآن کو لحن سے پڑھنا حرام ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ (مومن: ۲۸)

"یہ وہ عربی قرآن ہے جس میں ذرا بھی کجی نہیں تاکہ یہ اللہ سے ڈریں۔"

علامہ زیلعی لکھتے ہیں کہ قرأت قرآن میں ترجیع جائز نہیں اور تعدی طرب سے پڑھنا اور تدا اس طرح کی قرأت سننا۔ چونکہ اس میں فساق کے فعل سے تشبیہ ہے یعنی جب وہ

گانے میں مست ہوتے ہیں تو اس طرح گاتے ہیں۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ قرآن کو گانے کی طرح یا سوز سے پڑھنے میں اگر الفاظ اپنی جگہ سے نہیں بدلتے بلکہ آواز کے حسن سے اور اچھا ہو جائے اور پڑھنا خوبصورت ہو جائے تو ایسا کرنا نماز پڑھتے مستحب ہے اگر الفاظ اپنی جگہ سے بدل جائیں تو یہ نماز میں فساد کا موجب ہے اس لئے مکروہ ہے۔

علامہ نووی تشریح کرتے ہیں۔

اس طرح قرأت کرنا کہ وہ سامعین کے دلوں میں وجد پیدا کر دے، درد لے آئے اور آنسو نکال دے، اس وقت تک مستحب ہے جب کہ تجوید سے باہر نہ ہو اور کلمات و حروف میں نظم کی مراعات سے نہ پھر جائے۔ اگر ایسا ہو تو مکروہ ہے۔

علامہ نووی نے "التبیان" میں لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ نے "حاوی" میں فرمایا کہ لحن و سوز کے ساتھ قرأت کرنے سے اگر الفاظ قرآنی اپنے صیغہ سے خارج ہو جائے اور اس میں دوسری حرکات داخل ہو جائیں یا حرکات خارج ہو جائیں مثلاً مد چھوٹا ہو جائے یا بڑا ہو جائے یا بلا وجہ مد کیا جائے، یا لفظ چھپ جائے یا معنی ملتبس و مشتبہ ہونے لگے تو یہ حرام ہے ایسا پڑھنے والا فاسق ہے اور سننے والا گناہگار ہے۔ اس لئے کہ اس نے قرآن کو اس کی صحیح ترتیب سے ٹیڑھا کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قرآنا عربيا غير ذي عوج﴾ (الآية)

"یہ قرآن عربی ہے جس میں کوئی کجی نہیں"

اس کی مزید تفصیل مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی کتاب اسلام اور موسیقی میں ملاحظہ کریں۔

(۱۸) راز ظاہر کرنا

یہ بات واضح رہے کہ مجلس میں جو بات کی جائے کوئی فعل ایسا واقع ہو جس کا افشاء ناپسند کیا جائے اگر وہ خلاف شرع نہ ہو تو اس کا چھپانا ضروری ہے، اور اگر شریعت

کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ کا حق ہو اور دوسرا کوئی حکم شرعی نہ ہو تو اس کا بھی چھپانا ضروری ہے اور اگر اس سے حکم شرعی متعلق ہو مثلاً حدود اور تعزیر کے موجب کام ہو جائیں تو اس پر گواہی دینے کے لئے اظہار ضروری ہے۔

لیکن چھپانا افضل ہے جیسے زنا اور شراب پینا: اگر کسی کو یہ حرکت کرتے ہوئے دیکھے تو چھپانا افضل ہے۔ اگر ان کاموں میں کسی بندے کا حق ہو اور اس سے اس یا کسی اور بندے کو ضرر لاحق ہوتا ہو یا حکم شرعی متعلق ہو جیسے قصاص وغیرہ تو اس بات کو حکومت اور مستحقین کو بتانا واجب ہے اگر انہیں پتہ نہ ہو۔ اور اگر گواہی کے لئے طلب کیا جائے تو گواہی کے لئے جانا ضروری ہے۔

لیکن اگر گواہی دینے میں کسی کی طرف سے جان کا یا کسی نقصان اور پریشانی پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس وقت گواہی سے رک جانا بھی جائز ہے اس کی مکمل (تفصیل فتاویٰ شامی، تاتارخانیہ، عالمگیریہ، بدائع الصنائع میں باب الشہادۃ میں دیکھی جا سکتی ہے)۔

(۱۹) باطل امور میں گھسنا

یعنی گناہ کی باتیں کرنا۔ مثلاً شراب نوشی کی مجلس، یا زنا، زنا کاروں کی باتیں محض دل لگی اور چٹ پٹی باتوں کے طور پر کرنا، یہ حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ اپنے یا دوسرے کے گناہوں کا اظہار ہے جو کہ بلا ضرورت جائز نہیں۔ لیکن اگر اس سے کوئی غرض صحیح متعلق ہے مثلاً نصیحت کرتے ہوئے تذکرہ کر دینا درست ہے۔

(۲۰) سوال کرنا، بھیک مانگنا

مال یا کسی اور دنیاوی منفعت کا سوال کرنا جس پر اس کا کوئی حق نہ ہو، یہ بلا ضرورت حرام ہے۔ لیکن اگر کسی کو ضرورت ہو اور وہ اس طرح کہ معذوری یا کسی مرض یا ضعف کی وجہ سے کمانے پر محنت کرنے پر قادر نہ ہو اور اس کے پاس ایک دن کا راشن بھی نہ ہو تو وہ سوال کر سکتا ہے۔ (عدۃ الصابرین)

صدقہ اور زکوٰۃ کا سوال کرنے برابر ہے لیکن اپنے قرض یا بیت المال کے مصرف، خادموں پر کام کی ادائیگی یا گھر کے خرچ کے لئے یا شاگرد یا بیٹے کے لئے اپنے حقوق کی بابت سوال کرنا منع نہیں ہے۔(مفتاح الفلاح)

بری چیز مانگنا مذموم ہے لہٰذا عورت کا طلاق یا خلع مانگنا بغیر کسی وجہ معقول کے مذموم ہے بعض فتاوی میں لکھا ہے ایسی عورت کو تعزیر لگائی جائے گی یا پٹائی کی جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کنہ صفات اور کلام کے بارے میں عوام کا سوال کرنا بھی مکروہ ہے اسی طرح حروف قرآنی کے بارے میں سوال کرنا کہ یہ قدیم ہیں یا حادث۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور تقدیر کے بارے میں سوال کرنا بھی مذموم ہے۔

اسی طرح مشکلات کی اور پیچیدہ باتیں کسی کو غلطی پر ثابت کرنے یا اسے شرمندہ کرنے کے لئے کرنا بھی مذموم ہے۔ البتہ تعلیم و تعلم یا ذہن تیز کرنے کے لئے ایسا سوال کرنا مذموم نہیں ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۴۱) تعبیر کی غلطی

یہ باریک غلطی بھی زبان کے منکرات میں شامل ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ "میرا ایمان جبرئیل کے ایمان جیسا ہے" تو میں اس قول کو مکروہ سمجھتا ہوں، بلکہ اسے ایسا کہنا چاہئے کہ "میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں جس پر جبرئیل کا ایمان ہے" اسی طرح فتاوی سراجیہ میں لکھا ہے کہ آدمی اپنے والد یا والدہ کو ان کے ناموں سے بلائے یا بیوی اپنے شوہر کو اس کے نام سے پکارے تو مکروہ ہے۔

(۴۲) قولی منافقت

اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے کسی کی جھوٹی تعریف کرے اور محبت کا اظہار کرے اور دل کے اندر کچھ اور بات ہو، عام طور سے یہ بات ان لوگوں میں پائی جاتی ہے جو امیروں اور بڑے لوگوں کے پاس آتے جاتے ہیں، البتہ مدارات کرنا جائز

ہے یعنی کسی کی تکلیف اور شر سے بچنے کے لئے اس طرح کرنا درست ہے۔

(مفتاح الفلاح)

(۲۳) دوغلی بات کرنا

دو شخص جو دو فریقوں کے درمیان ہر ایک کی موافقت میں بات کرے۔ یا ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے یا ہر ایک سے اس کے موقف پر اسے اچھا کہے، یا ہر ایک سے دوسرے کے خلاف مدد کا وعدہ کرے۔ یہ ساری بات نفاق کو متضمن ہیں اور ناجائز ہیں۔

(۲۴) ناجائز سفارش

زبان کے منکرات میں سے ایک بری (ناجائز) شفاعت، (سفارش) بھی ہے۔ بری شفاعت کرنے والا ناانصافی کرتا ہے، اس کے مقابلے میں جائز سفارش، شفاعت حسنہ ہے جو کسی مستحق کو حق دلانے کے لئے کی جائے۔ ناانصافی اور ظلم کا ایک ہی معنی ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲۵) زبان کا ایک گناہ

بری بات کا حکم کرنا، اچھی بات سے روکنا یعنی کسی پر ظلم کرنے کا حکم دینا، جھوٹ پر اکسانا، ظالم کی مدد کرنا یہ سب منافقین کے کام ہیں اور ناجائز ہیں۔

اس کا توڑ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جو مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ امر بالمعروف کرنے والے کے لئے خود اس معروف پر عامل ہونا شرط نہیں، لیکن شرعاً ضروری ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۶) سخت بات کرنا، کسی کی ہتک عزت کرنا

یہ بھی زبان کا گناہ ہے، غیر محل میں سخت بات کرنا جائز نہیں البتہ کافروں، بدعتیوں اور ظالموں میں سخت اور درشت ہونا چاہئے۔ اسی طرح جب نرمی سے کام نہ

چاہئے تو نہی عن المنکر میں سخت لہجہ اختیار کر لینا ممنوع نہیں،

﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ (تحریم: ۹)

"اور کافروں پر سختی کر"

﴿وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً﴾

"اور کافر تم میں سختی پائیں"

اور

﴿وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ﴾ (النور: ۲)

"اور تمہیں ان زانیوں کے بارے میں اللہ کے دین کے حکم میں نرمی نہ پکڑ لے"۔

ان آیات کا منشاء یہی ہے۔ ان کے علاوہ خوش کلام رہنا، کشادہ اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ بات کرنا ضروری ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۷) لوگوں کے عیوب پوچھنا اور ان کی خواہ مخواہ چھان بین کرنا

یہ تجسس اور مسلمانوں کے عیوب کی تلاش ہے یہ بھی زبان کا منکر اور گناہ ہے از روئے قرآن ناجائز ہے" اور تجسس مت کرو"۔ (سورہ حجرات)

اس گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کام سے کام رکھا جائے دوسروں کے احوال اور معاملات کو جاننے کے جذبے اور خواہش کو دبا دیا جائے۔

(۲۸) عالم کے سامنے جاہل کا بڑھ کر بولنا یا شاگرد کا استاد کے سامنے بولنا، یا اپنے سے بڑے عالم یا افضل شخص کے سامنے بولنا

علامہ زندویسی فرماتے ہیں کہ میں نے امام تیمرے عالم کے جاہل پر اور استاد کے شاگرد پر حق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے وہ یہ کہ عالم اور استاد سے پہلے نہ بولے، اس کی جگہ پر نہ بیٹھے، اگرچہ استاد موجود نہ ہو،

نہ اس کی بات کاٹے اور نہ چلنے میں اس سے آگے چلے۔

تعلیم المتعلم میں لکھا ہے استاد کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر نہ بولے۔ زیادہ نہ بولے، استاد کا جب موڈ نہ ہو تو اس سے کچھ نہ پوچھے، وقت کی رعایت کرے، دروازہ بھی نہ کھٹکھٹائے حتیٰ کہ وہ خود باہر نکل آئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ استاد (اور عالم) کی رضا کا طالب ہو اس کی ناراضگی سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی معصیت کے حکم کے علاوہ باقی احکام میں اس کی بات مانے۔

بعض فتاویٰ میں صراحت سے لکھا ہے اگر کوئی شخص اپنے سے بڑے عالم کو کہے "کہ نماز کا وقت ہو گیا، یا اٹھ جائیے تو ایسا کہنا مکروہ ہے کیونکہ ادب و توقیر کا ترک ہے، بلکہ دوسرے طریقے سے اطلاع کرے جس میں ادب کا ترک نہ ہو۔

(۲۹) اذان کے وقت اس کے جواب کے علاوہ باتیں کرنا

علماء نے لکھا ہے اذان کے وقت ہاتھ، پاؤں، زبان کے ہر کام سے رک جانا چاہئے حتیٰ کہ تلاوت بھی بند کر دینی چاہئے اگرچہ وہ مسجد میں نہ ہو۔ نہ سلام کرے، البتہ سلام کا جواب دینے میں اختلاف ہے جو آگے بیان ہوگا۔ انشاء اللہ

(۳۰) نماز کے دوران بات کرنا

نماز کے دوران قرآن کریم، یا اذکار ماثورہ کے سوا کوئی اور کلام ممنوع ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے نماز یا تلاوت میں مصروف شخص کو سلام کر دیا تو اس بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نمازی دل میں جواب دے۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی تلاوت وغیرہ جاری رکھے اور زبان کی طرح دل کو بھی کہیں اور مصروف نہ کرے اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نماز اور تلاوت سے فارغ ہو کر جواب دے۔ امام ابو یوسف کا یہ قول فتاویٰ "آھو" میں منقول ہے۔

مکروہ ہے۔

فتاویٰ خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں پیشاب یا حاجت سے فارغ ہو رہا ہو تو ایسے شخص کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی نے سلام کر دیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ارشاد کے مطابق دل سے جواب دے گا، امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ جواب ہی نہ دے گا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جواب دے گا۔

(۳۴) جماع کے وقت گفتگو کرنا

یہ بھی مکروہ ہے اسی طرح ان تمام مواضع میں تھنا بھی مکروہ ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ ممانعت جماع کے وقت کسی اور سے بات کرنے پر محمول ہے البتہ آپس میں بات کی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس دوران لطف اور محبت کی بات کرنا زوجین میں محبت کا باعث بھی ہے لیکن زیادہ باتیں نہ کرے۔

(۳۵) مسلمان کے لئے بددعا کرنا

مسلمان کے لئے بددعا کرنا گناہ ہے خاص طور سے اس کی موت کے وقت بعض حضرات نے تو اسے کفر تک کہا ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر وہ بددعا کو اچھا سمجھتا ہو تو کفر ہے ورنہ نہیں۔

البتہ ظالم شخص کے لئے اس کے ظلم کے بقدر بددعا کرنا جائز ہے۔ اس سے تجاوز بھی جائز نہیں، خواہ مخواہ کسی کو بددعا دینا جائز نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی پر بددعا کرے ہی نہیں۔

(۳۶) کافر یا ظالم کی درازی عمر کی دعا کرنا

یا اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس کی زندگی کو چاہنا، یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی کی تمنا اس کی معصیت سے رضامندی کے مترادف ہے البتہ ایسے شخص کے لئے توبہ نیکی اور ظلم کے دفعیہ کی دعا کی جاسکتی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

اگر کبھی کسی مجبوری کے تحت دعا کرنی پڑ جائے تو اس دعا میں درازی عمر کے ساتھ نیکی اور صلاح کی بھی دعا کرے مثلاً اسے طویل عمر عطا فرما اور اپنی تابعداری میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما۔

(۳۷) تلاوت قرآن کے وقت باتیں کرنا

تلاوت قرآن کے وقت، ظاہر مذہب کے مطابق، خاموش رہ کر تلاوت سننا واجب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

"جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو" (سورہ انفال: ۲۰۴)

آیت کے الفاظ کا عموم اس بات کا متقضی ہے کہ اسے سلب یا قید سے متصف نہ کیا جائے مگر فقہاء نے لکھا ہے جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں اس جگہ اگر اونچی آواز سے تلاوت کی جائے اور لوگ نہ سنیں تو اس کا گناہ پڑھنے والے پر ہوگا۔ اس کے گناہ سے بچنے کا طریقہ اور تو زیہ ہے تلاوت قرآن سننے کے آداب کا لحوظ رکھا جائے۔

البتہ قرأت شروع ہونے کے بعد کسی کام میں لگنا الگ بات ہے اس کا گناہ کرنے والے پر ہوگا۔

تا تارخانیہ میں لکھا ہے کہ جب اونچی آواز سے تلاوت ہو رہی ہو تو وہاں سلام کرنا مکروہ ہے۔

اسی طرح مذاکرہ علم کے وقت نہ مذاکرہ علم میں سے کوئی شخص کسی باہر والے کو یا کوئی باہر والا مذاکرے میں مشغول افراد کو سلام کرے اگر ایسا ہوا تو مکروہ ہے۔

اسی طرح اذان واقامت کے وقت بھی مکروہ ہے اور ایسے سلام کے جواب کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ جواب نہیں دیا جائے گا۔

تا تارخانیہ کے اس موقف کے خلاف خلاصہ کی عبارت ہے "کہ کیا ایسے

موقع میں سلام کا جواب واجب ہے؟ فقہاء نے اس میں کلام کیا ہے، بعض نے کہا ہے کہ سلام کا جواب واجب ہے سوائے خطبہ کے وقت جب سلام کرے۔

اسی طرح کہا گیا ہے بحر میں ہے کہ "صدر الشہید نے یہ قول اختیار فرمایا ہے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اسی طرح فقیہ ابو اللیث سے بھی منقول ہے۔ مختار یہ ہے کہ خطبہ کے وقت سلام کرنے والے (کو) دل میں بھی جواب دینا صحیح نہیں۔"

(۳۸) مساجد میں دنیاوی باتیں کرنا

مساجد میں دنیاوی باتیں بلاضرورت کرنا مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ "دنیاوی باتیں مسجد میں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔" (کنز العمال)

اس کا تدارک یہ ہے کہ مسجد میں ذکر و اذکار، تلاوت اور نوافل میں مصروف رہا جائے۔

(۳۹) مسلمان کو برے لقب سے یاد کرنا

مسلمان کو برا لقب تجویز کرنا، اس کی چڑ بنانا اور اسے اس لفظ سے پکارنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں برے القاب سے یاد کرنے کو منع کیا گیا ہے (سورۃ الحجرات ۱۱) البتہ تعریف کے طور پر اچھے الفاظ سے یا کسی لقب سے موسوم کرنا درست ہے اور یہ بھی اس وقت جب صاحبِ لقب اس سے راضی ہو، ناراض نہ ہو۔

اس کا تدارک یہ ہے کہ مسلمان کی عزت کی جائے اور اس کے سامنے اور غیر موجودگی میں ادب سے پیش آیا جائے اور زبان کو اس کی تحقیر، غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھا جائے۔

(۴۰) جھوٹی قسم کھانا

جھوٹی بات پر جو قسم کھائی جاتی ہے اسے یمینِ غموس کہا جاتا ہے، یہ حرام ہے۔ ([illegible])

(۳۱) غیر اللہ کی قسم کھانا

اس کی چند صورتیں ہیں

(۱) بلا تعلیق غیر اللہ کی قسم کھائی جائے جیسے ماں باپ کی قسم، جان کی قسم، رسول، فرشتوں وغیرہ کی قسم کھانا، اس طرح قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲) تعلیق کے ساتھ قسم کھانا، تعلیق غیر کفریہ بات پر ہو، جیسے طلاق، عتاق سے معلق کر کے قسم کھائی جائے اس طرح کی قسم کھانا بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے اور عامۃ المشائخ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

(۳) تعلیق کے ساتھ قسم کھانا مگر تعلیق کفریہ بات کی طرف ہو جیسے "اگر میں جھوٹا ہوں تو کافر ہو جاؤں یا کہا "اگر میں نے یہ کام کیا تو میں کافر ہوں، یا کہے" یہودی وغیرہ اس پر اکثر حضرات کفر کا فتویٰ دیتے ہیں یعنی اگر بات میں وہ جھوٹا ہو یا ایسا کرے تو کافر ہو جائے گا۔ اگر وہ اپنے قسم کھانے میں جھوٹا ہو تو گناہ کبیرہ ہے حتیٰ کہ بعض نے کفر تک فتویٰ دیا ہے اور اگر وہ سچا ہو تو پھر کافر نہیں ہوگا۔

احناف نے اسے قسم کی نیت سے مقید کیا ہے اگر قسم کی نیت نہیں کی تو کافر ہوگا ورنہ یہ محض قسم شمار ہوگی اور اس سے آدمی نہ ماضی میں کافر ہوگا اور نہ مستقبل میں۔

(۴) قسم غیر اللہ کی حروف قسم کے ساتھ کھائی جائے یہ بھی گناہ کبیرہ ہے جس پہ اندیشہ کفر بھی ہے۔ (ملخص از زواجر، ومفتاح الفلاح)

(۳۳) امارت، عہدے کا مطالبہ کرنا

امارت، عہدے وغیرہ مانگنا حلال نہیں جس طرح ان مانگنا جائز نہیں بعض فقہا نے کہا ہے کہ قضا، کا عہدہ اپنے اختیار سے قبول کرنا بھی جائز نہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ اگر عہدہ خود سے بغیر کسی سوال اور طلب یا سفارش کے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے لیکن

اس میں بہتر یہ ہے کہ قبول نہ کرے۔ اسی طرح امیر بننے یا حاکم بننے کا حکم بھی یہی ہے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ امارت اور قضاء یہ دونوں بہت مشکل کام ہیں۔ انسان ان کے حقوق کی کما حقہ رعایت نہیں کرسکتا۔ اس لئے اگر کوئی دوسرا شخص جو اس کا اہل ہو اور یہ کام کرسکتا ہو تو یہ اس کے لئے چھوڑ دے خود نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس کے سوا موجود نہ ہو تو اس کا قبول کرلینا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں عہدے اور ان کا کام فرض کفایہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۴) اوقاف کا متولی بننے کی طلب کرنا

اس کا معاملہ بھی امارت وقضاء کی طرح ہے۔ علامہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص اوقاف کی تولیت مانگے اسے نہ دی جائے گی جس طرح امارت مانگنے والے کو امیر نہیں بنایا جاتا۔ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے امارت وعہدوں کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ انسان کو عام کارکن بن کر رہنا چاہئے۔ بہرحال اس نسخے پر عمل کرنا ان گناہوں سے بچا سکتا ہے۔

(۴۵) کسی کا وصی بننے کی طلب کرنا

وصی کا مطلب ہوتا ہے کہ کوئی شخص وصیت کرے کہ "زید، میرے بعد میرا وصی ہے لہٰذا زید پر اس کے حقوق کی ادائیگی اور بقیہ مال کی وراثت لازم ہو جاتی ہے۔
علامہ قاضی خانؒ کہتے ہیں آدمی کو وصیت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ یہ ایک خطرناک معاملہ ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ وصیت میں پہلی مرتبہ داخل ہونا غلطی ہے دوسری مرتبہ داخل ہونا خیانت اور تیسری مرتبہ چوری ہے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں وصیت میں احمق یا چور ہی داخل ہوتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۶) اپنے لئے بددعا کرنا یا موت کی تمنا کرنا

اپنے لئے موت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور انسان خیر سے پہلے شر مانگتا ہے انسان بڑا جلد باز ہے"

(سورۂ بنی اسرائیل)

موت کی دعا کرنا اور شہادت کی دعا کرنے میں فرق ہے۔ اس طرح دعا کرنا کہ "اے اللہ مجھے جب بھی موت آئے شہادت کی موت آئے" یا اس طرح کہ "اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت نصیب فرما" نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور عین محمود ہے۔

(۴۷) اپنے مسلمان بھائی کا عذر رد کرنا

اپنے مسلمان بھائی کا عذر رد کرنا اسے قبول نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ البتہ جس کا جھوٹا ہونا یقینی ہو اس کا عذر قبول نہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔

(۴۸) قرآن کریم کی اپنی رائے سے تفسیر کرنا

قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا انتہائی گھناؤنا فعل ہے۔ علماء نے مفسر کے لئے تقریباً پندرہ شرائط لکھی ہیں اور تقریباً پندرہ علوم میں ماہر ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ جس کی اولین شرط اجتہاد پر قادر ہونا ہے۔ (مفتاح السعادۃ)

تفسیر بالرائے اگر قرآنی اصولوں سے متصادم ہو جائے تو کفر تک پہنچا دیتی ہے اور اگر کفر تک نہ پہنچے تو کم از کم سخت گناہ ضرور ہے۔

(۴۹) مسلمان کو بے وجہ خوف دلانا

مسلمان کو خواہ مخواہ ڈرانا، دھمکانا اور اس کی منشاء کے خلاف اسے مجبور کر دینا مثلاً کوئی چیز اس سے دباؤ کے طور پر لے لینا یا طلاق لے لینا، یا نکاح لے لینا وغیرہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ (الزواجر)

اس گناہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی مسلمان سے زبردستی نہ کی جائے آخرت میں اس کے حق کی زدائیگی سے ڈرا جائے۔

(۵۰) بلا ضرورت بات کاٹنا

کسی کی بات کو کاٹنا یعنی اس کی گفتگو میں دخل دینا۔ اس کے تسلسل کو اپنے کسی سوال یا اعتراض یا توثیق یا تردید کے ذریعے توڑ دینا ممنوع ہے۔ خصوصاً جب مذاکرہ علم ہو یا فقہ کا تکرار ہو۔ کیونکہ ابھی اوپر گذرا ہے کہ مذاکرہ علم کی مجلس کو سلام کرنا مکروہ ہے یہ صرف ان کے تسلسل کو توڑ دینے کی بناء پر مکروہ ہے۔

یا خود اپنی بات کو غیر موضوع کی بات کر کے قطع کرنا یعنی ایک شخص دعوت دیتے ہوئے، تفسیر پڑھاتے ہوئے یا خطاب کرتے کرتے کسی شخص کو مخاطب کر کے اپنی کسی ضرورت یا گھریلو کام کے لئے کہہ دے۔

یا مجلس وعظ ونصیحت میں گفتگو کرتے ہوئے دائیں بائیں کسی سے سرگوشی کرنا یا خواہ مخواہ ادھر ادھر دیکھنا، بلا ضرورت حرکت کرنا، یہ سب سوء ادب خفت، جلد بازی اور بے وقوفی ہے بلکہ متکلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بات کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے بغیر خلل پیدا کئے اسے اختتام تک پہنچائے اور مخاطب کے لئے ضروری ہے کہ وہ متکلم کی طرف توجہ دے اور خاموشی سے غور کے ساتھ اس کی بات سنے اور خواہ مخواہ ادھر ادھر نہ دیکھے نہ حرکت کرے اور بات بھی نہ کرے خصوصاً جب بات کرنے والا اللہ تعالیٰ کے کلام کی تفسیر یا احادیث بیان کر رہا ہو۔ الا یہ کہ کوئی طبعی یا شرعی ضرورت پیش آجائے تو حرکت یا کلام کرسکتا ہے۔ (مفتاح القماح)

(۵۱) ماتحت کا اپنے بڑے کی بات رد کرنا، یا مخالفت کرنا

کسی چھوٹے کا اپنے بڑے، ماتحت کا اپنے افسر، رعایا کا اپنے حاکم، بیوی کا اپنے شوہر، اولاد کا اپنے والدین کی بات رد کرنا، مخالفت کرنا، اس کی بات نہ ماننا اور امور شرعیہ میں اس کی اطاعت نہ کرنا، اسی طرح شاگرد کا اپنے استاد، جاہل کا عالم سے بحث کرنے، مخالفت کرنے اور مذکورہ باتوں کا حکم بھی یہی ہے۔ یہ تمام باتیں بہت قبیح ہیں ایسا کرنے والا سخت تعزیر کا مستحق ہے۔

الخلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر دو آدمیوں کے بیچ اختلاف ہو جائے اور ایک شخص اپنے موقف پر مفتیوں سے فتویٰ لے آئے۔ دوسرا شخص کہے کہ جیسا انہوں نے لکھا وہ صحیح نہیں ہے اور فتوے پر عمل نہ کرے تو ایسا شخص تعزیر کا مستحق ہے۔

تعزیر انتالیس کوڑوں تک کی سزا ہے جو حاکم اپنی صوابدید پر مقرر کر سکتا ہے۔ (تعزیر سخت سے سخت بھی ہو سکتی ہے حتیٰ کہ موت کی سزا بھی تجویز کی جا سکتی ہے۔ (تفصیل کتب فقہ۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ شامی۔ بدائع وغیرہ میں ملاحظہ کریں)

(۵۲) خواہ مخواہ کسی چیز کی حلت و حرمت یا اس کے مالک وغیرہ کے بارے میں سوال کرنا

کسی چیز کے بارے میں اس طرح سوال کرنا کہ یہ حلال ہے یا حرام؟ اس کا مالک کون ہے؟ یہ پاک ہے یا ناپاک؟ مثلاً اس نے کوئی چیز خریدی۔ بیچنے والے سے پوچھے کہ اس کا مالک کون ہے؟ یا اسے کوئی چیز ہدیہ ملے تو وہ ہدیہ کے بارے میں حلت و حرمت کا سوال کرے یا اسے پانی پلایا جائے یا کوئی چادر، دری۔ یا بستر بچھایا جائے تو یہ اس کے پاک یا ناپاک ہونے کا سوال کرے تو یہ دوسرے شخص کے لئے اذیت کا باعث ہوگا۔ اور ایک طرح کا سوءِ ظن۔ ریاء، تکبر، جہالت یا تجسس اور بدعت ہے۔ (مقتاح (ملخصاً)

کیونکہ اشیاء کی ظاہری حالت پر اعتماد کرنا چاہئے جیسا صحابہ کرام اور تابعین نے کیا تھا۔ کیونکہ کسی کے ہاتھ میں اشیاء کا ہونا عموماً ملکیت کی دلیل ہے، اور اشیاء میں اصل حکم اباحت کا ہے اور یقین، شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ)

(۵۳) سرگوشی

تیسرے کی موجودگی میں دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا منع ہے اور گناہ ہے۔

(کہ وروق الحدیث)

(۵۴) اجنبی نوجوان عورت سے بلا ضرورت گفتگو کرنا

اجنبی عورت سے بلا ضرورت گفتگو جائز نہیں حتی کہ اسے سلام کرنا، اس کی چھینک پر "یرحمک اللہ" کہنا اور اونچی آواز سے اس کے سلام کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ دل میں سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ (فتاویٰ شامی)

(۵۵) غیر مسلم کو سلام کرنا

جب کسی غیر مسلم سے کوئی کام یا ضرورت پیش نہ آئی ہو اسے سلام کرنا مکروہ ہے البتہ ضرورت کے تحت سلام کہہ دینا جائز ہے اور اس میں بھی سلام متارکہ کی نیت کرے۔ سلام متارکہ قرآن کریم کا مشہور "قالوا سلاماً" ہے اور اس کا مطلب ان سے برأت اور دوری کا اظہار ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ علانیہ فاسق کو سلام نہ کرے نہ ہی گانا گانے والے کو، نہ کبوتر باز کو سلام کرے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں عتابیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب ذمی (غیر مسلم) اسے سلام کرے تو "وعلیکم" کہے اس سے زیادہ کہنا درست نہیں۔ اسی طرح فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ میں بھی لکھا ہے۔

ذمی وہ غیر مسلم ہے جو ٹیکس دے کر مسلم ملک میں رہ رہا ہو۔

(۵۶) برے ارادے سے جانے والے کو راستہ بتانا

یہ اس لئے منع ہے کہ یہ گناہ پر مدد ہے اور قرآن کریم میں اس سے منع کیا گیا ہے: "اور تعاون نہ کرو گناہ اور سرکشی (کے کاموں) میں"۔ مثلاً ایک شخص فلم بینی کے لئے سینما کا راستہ پوچھے تو اسے راستہ بتانا درست نہیں بلکہ اسے یہ کہہ دے کہ کسی اور سے پوچھ لو۔

بلکہ الخلاصہ میں تو لکھا ہے کہ ذمی شخص اپنی عبادت گاہ کا پتہ پوچھے تو اسے راستہ بتا دینا درست نہیں ہے۔ بہر حال آج کل کے لبرل حضرات کے لئے یہ نص بڑا تازیانہ

ہے۔صرف ان کا یہ کہہ دینا کہ وہ بھی تو خدا کی عبادت کرنے ہی جا رہا ہے صحیح نہیں، کیونکہ وہ اصل طریقے سے عبادت نہیں کر رہا جو کہ صرف اہل اسلام کا طریقہ ہے۔

(۵۷) گناہ کے کام کی اجازت دینا

یہ اس لئے گناہ ہے کہ یہ گناہ اور معصیت سے رضامندی ہے، مثلاً اپنی بیوی اور بیٹیوں کو بے پردگی والی جگہ جانے کی اجازت دے دینا، یا نامحرموں کے گھر جانے کی اجازت دینا جہاں بے پردگی کا احتمال ہو یا مخلوط اجتماع یا تقریب میں مثلاً مہندی وغیرہ کی تقریب کی اجازت دینا یا جہاں غیر شرعی کام ہو رہے ہوں مثلاً گانا بجانا یا فلم/ مووی بن رہی ہو۔ ایسی تقاریب اور جگہوں پر جانے کی اجازت دینا گناہ ہے۔

اس گناہ کا توڑ یہ ہے کہ شریعت پر مضبوطی سے کاربند رہا جائے اور شریعت کے احکامات پر کسی کا دباؤ تسلیم نہ کیا جائے نہ ہی لچک دکھائی جائے۔

الخلاصہ میں لکھا ہے بیوی کو سات جگہوں پر جانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

(۱) والدین سے ملاقات، ان کی عیادت یا تعزیت کے لئے جانا
(۲) یا محارم سے ملاقات کے لئے
(۳) یا اگر وہ عورت دائی ہے
(۴) یا میت کو غسل دیتی ہے
(۵) یا کسی پر اس کا کوئی حق ہے
(۶) یا کسی کا اس پر حق ہے
(۷) یا حج پر جانا چاہے تو اجازت دی جا سکتی ہے۔

ان سات جگہوں کے علاوہ اجنبیوں (نامحرموں) کی زیارت، ان کی عیادت یا کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اگر عورت بغیر اجازت گئی تو گناہ گار ہوگی۔ اسی طرح حمام میں جانے سے شوہر اسے روکے گا۔

اگر عورت مجلس علم میں شوہر کی اجازت کے بغیر جانا چاہے تو نہیں جا سکتی اگر کوئی اچانک مسئلہ درپیش آجائے اور شوہر اسے عالم سے پوچھ کر بتادے تو اسے نکلنا بغیر شوہر کی اجازت کے جائز نہیں۔ اگر فوری نوعیت کا مسئلہ درپیش نہ ہو لیکن وہ تعلیم حاصل کرنے مثلاً وضو اور نماز کے مسائل سیکھنے جانا چاہے تو اگر شوہر کو یاد ہیں اور وہ اسے بتادیتا ہے تو شوہر اسے جانے سے روک سکتا ہے۔ لیکن اگر شوہر کو مسائل یاد نہیں تو کبھی کبھار اجازت دے دینا بہتر ہے لیکن اگر اجازت نہ دے تو شوہر پر کوئی حرج نہیں۔ اور عورت کو کوئی شرعی ضرورت یا حقیقی مسئلہ پیش آئے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی شامی)

علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ اگر تم عورت کو نکلنے کی اجازت دیں تو وہ اجازت "زینت" نہ کرنے سے مشروط ہوگی اور یہ کہ وہ ایسی ہیئت میں نکلے کہ جس سے مردوں کو اس کی طرف دیکھنے اور مائل ہونے کا داعیہ نہ ملے" ارشاد ربانی ہے: "اور جاہلیت کی زینت اختیار کرکے مت نکلو۔"

جہاں عورت کو حمام سے منع کرنے کا ذکر اوپر گزرا، فتاوی قاضی خان میں اس طرح مذکور ہے کہ اصل میں حمام میں داخل ہونا مطلقاً ممنوع نہیں ہے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے مشروع ہے البتہ اتنی شرط عائد کی جائے گی کہ حمام میں کوئی انسان ستر کھولے ہوئے نہ ہو" (ملخص)

اس لئے مذکورہ بنیاد پر جب علم ہو کہ حمام میں ستر کھولنے والے موجود ہوں گے تو اسے روکنے میں کسی فقیہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور دخول حمام سے روکنے پر کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی عورت کو حمام میں داخل نہ کرے" یہ روایت نسائی، ترمذی اور حاکم نے نقل کی ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حمام میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔" (مستدرک حاکم)

اجازت بھی سکوت کے ساتھ ہوتی ہے اس کا حکم قولی اجازت کی طرح ہے،

اس لئے نہی عن المنکر فرض ہے۔ قول کے ساتھ منع کرنا اور روکنا ان معاملات میں جن میں اجازت دینا واجب ہے" نہی عن المعروف میں داخل ہو جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر عورت کے ماں باپ میں سے کوئی بیمار ہو اور ان کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہ ہو تو اگر شوہر عورت کو ان کی خدمت کے لئے جانے سے منع کرے گا تو گناہگار ہو گا ایسی صورت میں اگر شوہر بالفعل عورت کو نہ روکے تو وہ بغیر صریح اجازت کے جا سکتی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۸) مذاق کرنا

مذاق کرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس میں جھوٹ یا مسلمان کو خوفزدہ کرنے والی بات ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے زیادہ مذاق کرنا مذموم ہے اور منع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ مذاق کرنے سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ آپس میں کدورت آجاتی ہے اور زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ اگر تمہیں آخرت کا حال معلوم ہو جائے تو تم زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔" بہرحال اس بات کو یاد کر کے آخرت کا رونا یاد کیا جائے جس قدر مزاح کی شرعاً اجازت ہے اس کی حدود سے آگے نہ بڑھے۔

(۵۹) تعریف کرنا

تعریف کرنا بعض حالات میں مذموم ہے بعض حالات میں اس کی اجازت ہے تعریف کرنا پانچ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) تعریف خود اپنی نہ ہو، خود اپنی تعریف کرنا (اپنے منہ میاں مٹھو بننا) جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"خود اپنی تعریف نہ کرو (وہ اللہ) بہتر جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے۔" اور اسی کے ساتھ اپنی اولاد، اپنے شاگردوں، اپنی تصانیف کی اسی طرح تعریف کرنا کہ جو خود اپنی تعریف کو مستلزم ہو جائز نہیں ہے۔ کسی دانشور سے پوچھا گیا کہ سب سے برا سچ کیا ہے؟ اس نے کہا کسی شخص کا خود اپنی

تعریف کرنا۔

اگر تعریف سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار مقصود ہو یا اپنے علم و عمل کے حق کا اعلان مقصود ہو تاکہ لوگ اس سے علم حاصل کریں اور عمل میں اس کی پیروی کریں یا اس کا حق ادا کر دیں۔ اس سے تکبر کو دور کریں یا پھر ایسی بات جس سے اپنی تعریف اور فخر مقصود نہ ہو" کہنے کی گنجائش ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تعریف میں اتنا غلو کرنے سے احتراز کرے جو جھوٹ تک پہنچ جائے یا ریاکاری اور غیر متعلق بات تک پہنچے۔ اور اس بات کی تحقیق کا کوئی طریقہ اور راستہ نہ ہو۔ جیسے کسی کے تقویٰ، پرہیزگاری اور زہد کی تعریف کرنا اس میں یقین کے الفاظ نہیں کہنے چاہئیں بلکہ یوں کہے کہ میں گمان کرتا ہوں، یا میرا خیال اس کے بارے میں یہ ہے وغیرہ

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ ممدوح فاسق نہ ہو۔

(۴) اسے معلوم ہو کہ تعریف کرنے سے ممدوح میں تکبر، غرور اور خود بینی نہیں پیدا ہوگی۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ تعریف کسی حرام غرض سے نہ ہو۔ یہ وہ تعریف فساد و خرابی پر منتج نہ ہو۔ مثلاً اجنبیوں میں کسی مرد یا عورت کے حسن و جمال کی اس طرح تعریف کرنا کہ ان لوگوں میں شہوت بیدار ہو، اور ان کو زنا یا لواطت پر آمادہ کیا جائے یا نفس کے تلذذ، مجلس گرم کرنے، یا لوگوں کو ہنسانے کے لئے کی جائے، یا عورت کسی غیر عورت کے حسن کی تعریف اپنے شوہر کے سامنے کرے، امراء اور حکام کی تعریف کرنا تاکہ ان سے مال حرام حاصل ہو جائے یا لوگوں پر اپنا تسلط اور ظلم کا اختیار پیدا ہو جائے، ان تمام اغراض کے ساتھ تعریف کرنا حرام ہے، ان اغراض سے اگر خالی ہو تو تعریف کرنا جائز ہے جب کہ پانچوں شرائط کی پاسداری کی جائے۔ (مفتاح اصلاح)

(۲۰) کسی کی برائی کرنا

ذمہ یعنی برائی کرنا درست نہیں ہے۔ ایسا ذم جو مذموم ہے اکثر جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے یا غیبت، عار، بلعن پر مبنی ہوتا ہے۔ کھانے کی برائی کرنا بھی ممنوع ہے یعنی اس میں عیب نکالنا، حدیث میں ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا" اسی طرح کسی کے لباس، سواری یا گھر وغیرہ کی برائی کرنا یہ سب ممنوع ہے اور تکبر میں داخل ہے۔

البتہ کسی کی برائی اس مقصد سے کرنا کہ مخاطب کہیں اس شخص کے چنگل میں نہ پھنس جائے "برائی نہیں بلکہ خیر خواہی ہے" اسی طرح ظالم حاکم کی برائی کرنا غیبت یا برائی کے زمرے میں نہیں آتا۔ بہرحال حکم کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی برائیوں اور عیوب کو مدنظر رکھا جائے اور ان کی اصلاح کی فکر کی جائے دوسروں کی برائی کرنا احساس کمتری یا احساس برتری کے جذبات سے ہوتا ہے اسے ترک کر دیا جائے۔

(۲۱) شعر گوئی

شعر کہنا علماء کے درمیان معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے اور شعر گوئی کے بے شمار مفاسد کے باعث بے شمار علماء اسے پسند نہیں فرماتے اور جو جائز قرار دیتے ہیں بڑی کڑی شرائط عائد کرتے ہیں۔

شعر گوئی کے مکروہ ہونے کی اصل وجہ قرآن کریم کے ارشادات ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

> "اور شاعروں کے راستے پر گمراہ لوگ چلتے ہیں (اے مخاطب کیا تم کو نہیں معلوم وہ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں، وہ زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔" (الشعراء ۲۲۶)

اس لئے شاعری کو کبھی پسند نہیں کیا گیا جواز کے لئے حضرت حسان بن ثابت اور حضرت خنساء کی شاعری ہے، جو عام شاعری جیسی نہیں اس لئے علماء نے شاعری کے

جواز کے لئے کئی شرائط تحریر فرمائی ہیں۔

(۱) اس میں جھوٹی باتیں نہ ہوں۔

(۲) ریاکاری نہ ہو۔

(۳) ناجائز ہجو (کسی کی برائی) نہ ہو۔

(۴) گناہوں اور گانے کا اس میں ذکر نہ ہو۔

(۵) تعریف کی آفات سے خالی ہو۔

(۶) شاعری زیادہ نہ کرے۔

(۷) صرف اسی کو ایسا مشغلہ نہ بنالے کہ واجبات اور حقوق کی ادائیگی سے بھی محروم ہو جائے۔ (ملخص از اتحاف السادۃ المتقین)

ان شرائط کے ساتھ شاعری (شعر گوئی) جائز ہے اس کے علاوہ حمد باری تعالیٰ، نعت رسول ﷺ اور اسلام سے محبت اور جہاد پر ابھارنے والی صحیح شاعری جس میں واقعی الفاظ و مضامین ہوں محض مقفّٰی مسجّع اور بیکار الفاظ کا مجموعہ نہ ہو تو ایسی شاعری مستحب اور باعث اجر و ثواب بھی ہے۔

اگر شاعری مذکورہ شرائط و آداب سے خالی ہو تو ایسی شاعری وقت کا ضیاع اور گمراہی کا ذریعہ ہے۔

(۱۲) فضول فصاحت و سجع

فصاحت و سجع ہر وقت گناہ نہیں ہے اگر بغیر تکلف اور تصنع کے ہو تو پسندیدہ ہے جیسا کہ خطابت اور وعظ و نصیحت میں معمولی سا تکلف بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے دلوں میں تحریک اور شوق پیدا ہوتا ہے۔

لیکن اگر ان کے علاوہ تکلف کیا جائے جس سے مقصود ریاکاری یا اپنی تعریف ہو تو ایسی فصاحت اور سجع مذموم ہے اور ریاکاری کی وجہ سے حرام بھی ہے۔

(۲۳) لایعنی باتیں کرنا

ایسی باتیں کرنا جن سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں، بے مقصد محض وقت گذاری کے لئے فضول قصے، اپنے سفر اور اپنے تجربے کے قصے کہانیاں، دوسروں کی چیزوں کی خوبصورتی کا بے مقصد تذکرہ، فضول سوالات جن کا آپ سے کوئی مطلب نہ ہو، یہ چیزیں بے مقصد ہیں، اور اگر اس میں ریاکاری، جھوٹ، غیبت وغیرہ شامل ہو جائیں تو یہ باتیں حرام ہیں۔

لیکن اگر ان سے مقصد معلومات و عبرت ہو، خود پر سے تکبر کی تہمت ہٹانے کے لئے بعض لوگ دوسروں سے کچھ وقت اس طرح کی باتیں کر لیں، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ کسی سے بات نہیں کرتے، یا مجلس میں سے خواہ مخواہ کی شرمندگی یا اجنبیت دور کرنے، کسی کا غم ہلکا کرنے، بچوں کو بہلانے، گھر کی خواتین کی دل جوئی، یا سفر کی تکلیفوں اور وہاں کے دشوار سے آگاہی مقصود ہو تو اس قسم کی باتیں ممنوع نہیں۔ اسی طرح مذکورہ وجوہات کی بناء پر حد سے مزاح بھی جائز ہے جو کہ نیت سے تعلق رکھتا ہے مگر جب وہ لایعنی کی حد میں آجائے تو منع ہے۔

(۲۴) خوامخواہ طلاق دینا

ایک ساتھ تین طلاق دینا یا بلا وجہ چار ماہ تک مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا۔ (ایلاء کرنا) البتہ نصیحت و عبرت کے لئے چار ماہ سے کم ایلاء کرنا جائز ہے کیونکہ چار ماہ کے بعد تو نتیجہ طلاق بائن ہی ہوتا ہے اور طلاق ناپسندیدہ عمل ہے۔ کم عرصے کے ایلاء کے جواز پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ کا ایلاء کرنا دلیل ہے۔

(۲۵) "فضول گوئی"

حدیث میں ہے کہ "بہترین گفتگو وہ ہے جو کم ہو اور اپنے مفہوم کو مکمل ادا کرے (جس سے بات بھی پوری ہو جائے)" اس لئے ضرورت سے زیادہ کلام نہ کریں جب

بات بھی پوری ہو چکی ہو مزید کچھ کہا جائے یا اسی بات کو بار بار دہرایا جائے یا گھما پھرا کر پھر وہی بات کہی جائے، یا بات کہنے کے لئے فضول تمہید باندھی جائے، مختصر یہ کہ ضرورت سے زیادہ گفتگو کرنے کو فضول گوئی کہا جاتا ہے اور یہ مکروہ ہے کیونکہ شریعت میں مختصر گفتگو کو پسند کیا گیا ہے۔

البتہ بعض جگہیں اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً مخاطب کی سمجھ کم ہو اور بات کو بار بار دہرایا جائے، یا نصیحت کو دہرایا جائے یا سبق کو استاد دہرائے یا طالب علم آپس میں دہرائیں تاکہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ اس کی گنجائش ضرورت کی بناء پر ہے، جہاں ضرورت نہیں وہاں اختصار اور ایجاز مستحب ہے اور جتنی باتیں ہم نے زبان کی آفات و منکرات کے حوالے سے ذکر کی ہیں ان سب کا تعلق بولنے سے ہی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۶) چپ رہنے کی وجہ سے زبان کی آفات کا اجمالی ذکر

یہاں ان باتوں کا ذکر کیا جائے گا جن میں زبان کے استعمال کو دخل ہے، اگر ان باتوں کو چھوڑ دیا جائے یا ضرورت کے باوجود چپ رہا جائے اور زبان سے نہ کہا جائے تو یہ بھی معصیت ہے، ضرورت چاہے شرعی ہو یا طبعی برابر ہے۔

قرآن نہ سیکھنا، تلاوت نہ کرنا، تشہد قنوت وغیرہ نہ پڑھنا، یا جن اذکار وغیرہ کا پڑھنا واجب یا سنت ہے انہیں نہ پڑھنا، قدرت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینا جب کہ اثر ہونے کا یقین بھی ہو اور نقصان کا ڈر بھی نہ ہو۔ قبول کے یقین کے باوجود نصیحت اور اصلاح کی بات چھوڑ دینا، متعین ہونے کے باوجود تعلیم اور فتویٰ چھوڑ دینا، اللہ کے حکم کے مطابق وموافق عدالت کا حکم نہ ماننا، مسنون ہونے کے باوجود سلام نہ کرنا یا اس کا جواب نہ دینا، چھینک کا جواب نہ دینا جب کہ واجب بھی ہو جائے، والدین یا دوسرے کسی محرم سے بات چیت بند کر دینا، باوجود طاقت ہونے کے مظلوم کی حمایت میں نہ بولنا، حق کی گواہی نہ دینا، اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم میں، سبحان اللہ یا تبارک اللہ وغیرہ نہ کہنا، آنحضرت ﷺ کا نام نامی سن کر درود نہ پڑھنا، کیونکہ

فصل سوم

﴿کان کی آفات و گناہوں کا ذکر﴾

(۱) جو بات کہنا جائز نہیں وہ سننا بھی جائز نہیں

جو بات، یا الفاظ زبان سے کہنا گناہ ہیں، وہ کانوں سے بالقصد سننا جائز نہیں مثلاً گالی، گانے، غیبت، جھوٹ، فضول، و فحش وغیرہ

لیکن اگر دنیاوی یا دینی ضرورت کے تحت ایسی باتیں سننے میں آ جائیں تو وہ قابلِ عفو ہیں مثلاً کسبِ معاش کے دوران کسی نے اس طرح کی بات کر دی، یا اپنا حق وصول کرنے میں گالیاں سننی پڑ جائیں، یا جنازے میں کوئی نوحہ کرنے والی آ جائے وغیرہ

اس سے وہ دعوت مستثنیٰ ہے جس میں منکرات ہوں کیونکہ دعوت دینے والا اگر معصیت کا مرتکب ہو تو اس کی دعوت پر اجابت (یعنی دعوت قبول کرنا) ضروری نہیں رہتی اور اجابت سنت نہیں رہتی بلکہ حرام ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کو سننا اس لئے جائز نہیں کہ سننے والا کہنے والے کا شریک بن جاتا ہے۔ (مفتی الفلاح)

(۲) میوزک سننا

بغیر کسی مجبوری کے میوزک سننا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باجوں کا سننا معصیت ہے، ان کے پاس بیٹھنا فسق اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات بطورِ زجر و تشدید بیان فرمائی ہے۔ اگر اچانک یا مجبوری میں کان میں پڑ جائے تو گناہ نہیں مثلاً سفر و تجارت وغیرہ میں کہیں اور سے آواز آ رہی ہو یا گاڑی وغیرہ میں میوزک بج رہا ہو اور بند کرانے کی صورت بھی نہ ہو تو یہ معذور ہیں۔ لیکن مکمل

کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اسے نہ سنے اور تعویذ نہ دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈال لی تھیں۔ (کف الرعاع)

(۳) گانا سننا، "الغناء"

اس سے وہ گانا مراد ہے جس میں بیہودگی ہو۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا گانا اور گانا سننا حرام ہے۔ علماء کا اس پر اجماع ہے اور اس میں مبالغہ کی بات بھی ان سے منقول ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ لوگوں کو گانا سنانے والے کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے۔

جسے سماع کہتے ہیں اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں جس میں اعتدال کی بات یہ ہے کہ سماع میں جہاں عورتوں اور شہوت کی بات نہ ہو، امرد سے نہ سنا جائے اصلاح یا غیر فحش طرز کے اشعار ہوں چند اور شرائط کے ساتھ سننے کی گنجائش ہے۔ اس کی تفصیل "اسلام اور موسیقی" از مولانا مفتی محمد شفیع بتخریج مولانا عبدالمعز مکتبہ دارالعلوم کراچی" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

سب سے برا غناء وہ ہے جو قرآن، دعاؤں اور اذکار میں کیا جائے۔ اس کی تفصیل زبان کے گناہوں میں گزر چکی ہے۔

(۴) غلط سلط قرآن پڑھنے والے کو سننا

یہ ایسا پڑھنے والا ہے جو غلط اور بغیر تجوید کے پڑھتا ہو، اس کے سننے والے کو اسے ایسا پڑھنے سے منع کرنا ضروری ہے اگر وہ تسلیم کرنے کا یقین رکھتا ہو ورنہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے اگر جانے میں ضرر نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے "نصیحت کے بعد ظالموں میں مت بیٹھو"

نماز میں ایسا قرآن سننے کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس سے اچھا پڑھنے والا کوئی امام ہو تو اس کے پیچھے پڑھے اور اگر خود پڑھ سکتا ہو تو خود پڑھا دے ورنہ بصورت مجبوری پڑھنے کی گنجائش ہے۔

(۵) نوجوان اجنبی عورت کی آواز

نوجوان اجنبی عورت کی بلاضرورت آواز سننا حرام ہے۔

(۶) ایسی قوم کی باتیں سننا جو سامع کو ناپسند کرتے ہوں

ایسی قوم کی باتیں سننا جو سامع کو ناپسند کرتے ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ کہیں اسے ان سے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

(۷) کانوں میں عورتوں کی طرح بالیاں لٹکانا

آج کل فیشن میں رواج چل پڑا ہے کہ لوگ کانوں میں سوراخ کر کے ان میں بالیاں وغیرہ لٹکا لیتے ہیں بعض لوگ بچے کے کان میں سوراخ کر کے منت یا آفات سے حفاظت کے عقیدے کے ساتھ اس کے کان میں بندے بالیاں لٹکاتے ہیں جو عقائد کی خرابی اور شرک ہے اور عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ عورتوں سے مشابہت کرنے والے مرد پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

یہ کان سے سننے اور اس کے استعمال کی آفات و گناہوں کا بیان تھا اب ان باتوں کا اجمالی ذکر کرتے ہیں جو نہ سننے سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ سننا مستقل گناہ ہے۔

قرآن کریم اور خطبہ نہ سننا، والدین اور بڑوں کی مثلاً بھائیوں، میر قاضی استاد و محتسب، معتمد، شوہر اور آقا کی بات نہ سننا یا سن کر دوسرے کان سے اڑا دینا، یا قاضی کا مقدمہ کے فریقین کا بیان نہ سننا، کسی ایک کا نہ سننا، مفتی کا مستفتی کی بات نہ سننا، حاکم کا مظلوم کا شکوہ نہ سننا، اور سائل کا سوال نہ سننا، امیر کبیر لوگوں، غریب اور کمزور لوگوں کی بات نہ سننا، غرور یا شقاوت کی وجہ سے، یا اسی طرح وہ باتیں ''جن کا سننا واجب یا سنت ہے'' ان کو نہ سننا بھی گناہ ہے۔

☆☆☆

فصل چہارم

آنکھ کے گناہ اور اس کی آفات کا ذکر

(۱) کسی انسان کے ستر کی طرف بالقصد دیکھنا

ہم یہ کہتے ہیں کہ جسے دیکھا جائے، چاہے وہ بے ریش ہو، بچہ ہو، بچی ہو یا اپنی منکوحہ ہو، ان کے کسی عضو کی طرف دیکھنا جائز نہیں البتہ محرم چاہے وہ بچہ یا بچی ہو، مرد ہو یا لڑکی ان کے کسی بھی حصہ کو شہوت کی نظر سے دیکھنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اسی طرح محرم کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی جائز نہیں۔ ان کا ستر دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ شہوت کی طرف نہ دیکھے۔

لیکن ان مذکورہ سب لوگوں کے ستر کی جانب کسی عذر یا کسی ضرورت کی بنا پر دیکھا جائے تو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔

اسی طرح مرد کے حصہ ستر (ناف سے گھٹنے تک) کے علاوہ دوسرے بدن پر بغیر شہوت کے نظر جائز ہے۔ عورت بھی دوسری عورت کے ناف سے گھٹنے تک کے علاوہ دیکھ سکتی ہے۔ غیر محرم عورت مرد کے لئے ستر ہے اس کے جسم کے کسی حصے کی طرف دیکھنا جائز نہیں سوائے چہرے اور کلائیوں کے۔ لیکن اگر چہرہ دیکھنے کی طرف دل مائل ہو تو یہ شہوت ہے اس صورت میں جائز نہیں۔ اس لئے علماء نے عورت کے چہرے پر بلاضرورت نظر کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے (معارف القرآن۔ ۶۰۶ 270ب۔ فتاویٰ شامی کتاب الحظر والاباحت) ملاحظہ فرمائیں۔

جن عذروں کی وجہ سے عورت کی طرف نظر کرنا جائز ہے وہ یہ ہیں:

(۱) گواہی دینے کے لئے

(۲) گواہ بننے کے لئے
(۳) قاضی کا حکم نافذ کرنے کے لئے
(۴) دائی کو ولادت کے لئے ستر دیکھنا
(۵) بکارت کے چیک اپ کے لئے دائی یا طبیبہ کو
(۶) دوا کے لئے پچھنے لگانے کے لئے
(۷) نکاح کے ارادے سے
(۸) خریدنے کی نیت سے

ان اعذار کے علاوہ دیکھنا جائز نہیں۔ (تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کریں)
ان اعذار میں اگر چہ شہوت کا خوف ہو دیکھنا جائز ہے لیکن شہوت کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح نظر کے حکم میں باریک کپڑے یا چست لباس پہنی ہوئی عورت کے بدن کی طرف دیکھنا بھی شامل ہے۔

(۲) فقراء کی طرف حقارت سے دیکھنا

فقیروں، غریبوں اور کمزوروں کو حقارت یا انہیں استخفاف کی نظر سے دیکھنا تکبر ہے جو کہ حرام ہے۔

(۳) گناہوں اور منکرات کے کام ہوتے دیکھنا

بلاضرورت گناہوں اور منکرات کے کام ہوتے دیکھنا جائز نہیں۔

(۴) اپنے سے دنیاوی مرتبہ میں بلند شخص کی طرف رغبت کی وجہ سے دیکھنا

دنیاوی امور میں یا مال و دولت میں بلند مرتبہ پر فائز شخص کو یوں دیکھنا کہ یہ وہ بڑا امیر آدمی ہے اور اس کے مالدار ہونے کو اچھا سمجھا جائے، اگر چہ کسی اچھے دیندار شخص کی طرف دیکھنا درست اور مستحب ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵) کسی کے گھر میں جھانکنا

کسی کے گھر میں سوراخ، جھری وغیرہ سے جھانکنا یا کسی کے ستر کھلے ہونے یا کپڑوں میں سوراخ سے نظر آنے پر قصداً وہاں دیکھنا۔ کتب فقہ میں ہے کہ اگر کسی نے سوراخ سے کسی کے گھر میں جھانکا اور صاحب مکان نے اس سوراخ میں سے آنکھ پھوڑ دی تو تاوان واجب نہ ہوگا۔ (مجمع الضمانات)

(۶) آنکھ بند کرنے یا نہ دیکھنے کی آفات کا اجمالی ذکر

(۱) نماز میں آنکھ بند کرنا مکروہ ہے۔

(۲) ہر اس جگہ جہاں دیکھنا ضروری ہے نہ دیکھنا، جیسے جمعہ اور عیدین میں جانے کے لئے آنکھ کھول کر رکھنا ضروری ہے یا چلتے ہوئے آنکھ کھول کر رکھنا ضروری ہے، آنکھ بند ہونے پر گرنے ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے "اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو" (البقرہ)۔

اسی طرح قاضی کے حکم یا گواہی کے وقت آنکھ بند رکھنا بھی درست نہیں ہے۔

☆☆☆

فصل پنجم

﴿ہاتھ کے گناہوں اور آفات کا ذکر﴾

(۱) اپنے آپ کو یا کسی کو زخمی کرنا، نقصان پہنچانا، یا قتل کرنا، یا خودکشی کرنا سخت گناہ ہے ان گناہوں پر سخت وعیدیں قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہیں۔

اسی طرح جانور کو قتل یا زخمی کرنا بھی گناہ ہے الا یہ کہ شکار کی نیت سے کیا جائے اس کے علاوہ چیونٹی کو پانی میں ڈالے بغیر یا جلائے بغیر دوا وغیرہ سے مارنا جائز ہے لیکن اگر وہ کاٹنے یا تکلیف دینے میں ابتدا کرے تو اسے ہاتھ سے مار ڈالنا بھی صحیح ہے۔ جوں کا مارنا ہر حال میں جائز ہے۔ مینڈکی اور بلی اگر موذی ہوں تو چھری سے ذبح کر دینا چاہئے چوٹ سے ہلاک کرنا یا کان پر مارنا یا اسے کاٹنا درست نہیں۔ تمام حشرات وحیوانات کا جلانا مکروہ ہے۔ مثلاً بچھو، جوں، چیونٹی وغیرہ۔ اور چارپائی بستر وغیرہ کا تیز دھوپ میں ڈال دینا تاکہ کیڑے مر جائیں درست ہے۔

فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے کہ ایسی لکڑیوں کا ایندھن کے طور پر جلا دینا درست ہے جس میں چیونٹیاں موجود ہیں (البتہ بقدر امکان اس لکڑی کو جھاڑ لیا جائے اور جو اندر پھر بھی رہ جائیں جن کا نکالنا مشکل ہو ان سمیت لکڑی کو جلا دینا جائز ہے۔)

(۲) مثلہ کرنا یعنی چہرے کو بگاڑنا گناہ اور حرام ہے۔ (کما ورد فی الحدیث)

(۳) چہرے پر مارنا بھی صحیح نہیں کیونکہ مشہور ہے کہ انسان کا چہرہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔

اسی طرح کسی غم و ماتم میں اپنے چہرے کو پیٹنا بھی حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ "جس نے اپنے چہرے کو پیٹا، گریبان پھاڑا وہ ہم میں سے نہیں"

(متفق علیہ الزواجر)

(۳) خواہ مخواہ کسی کی پٹائی کر دینا۔

(۴) کسی کی چیز غصب کر لینا۔

(۵) چوری کرنا

یہ تینوں باتیں حرام ہیں، چوری کی سزا یہ ہے کہ اگر دس درہم تک یا اس سے زائد کی چیز چرائی ہے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، گناہ الگ ہوگا۔ (شامی)

(۶) غیر مستحق کا زکوۃ، نذر، صدقہ فطر و کفارہ وصول کرنا۔

(۷) گری پڑی چیز اٹھا لینا۔ کیونکہ اٹھانے سے مالک تک پہنچانے کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ جس کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

(۸) کسی سے مال غصب، سود، رشوت وغیرہ کا پیسہ وصول کرنا۔

(۹) وقف باطل سے کوئی چیز لینا، یا وقف صحیح سے واقف کی شرائط کے خلاف وصول کرنا یا بیت المال سے اپنے مصارف ضرورت سے زائد وصول کرنا۔

(۱۰) کسی مجنون، بے وقوف، بے ہوش یا بچے کے مال سے لینا، اگرچہ اس کا ولی دے تب بھی معاوضہ یا مثلی قیمت کے بغیر نہ لے۔

(۱۱) مردار، خون، شراب اور حرام العین اشیاء جن کا اٹھانا، خریدنا وغیرہ حرام ہے۔ ہاتھ لگانا، اٹھانا یا خریدنا، اگرچہ کسی جانور کو کھلانے کے لئے ہی لیا جائے۔ سوائے اس کے کہ اگر یہ چیزیں اپنی ملکیت کی زمین یا مکان میں ہوں تو اس جگہ کو پاک کرنے کے لئے خود یا کوئی مزدور ہاتھ لگائے تاکہ اسے اٹھا کر پھینک دے تو جائز ہے۔

(۱۲) جاندار کی تصویر بنانا۔ حدیث میں ہے "قیامت میں سب سے زیادہ عذاب مصوروں کو ہوگا۔"

(۱۳) جس چیز کو چھونا یا دیکھنا حرام یا مکروہ ہے اسے چھونا مثلاً عورت، امرد وغیرہ سوائے بوڑھی عورتوں کے کہ ان پر جب شہوت کا خوف نہ ہو تو ان سے ہاتھ ملانا ان کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کرانا یا ان کی خدمت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ذمی سے مصافحہ مکروہ ہے۔

(۱۴) اپنا مال ہلاک کرنا یا اسے نقصان پہنچانا، کیونکہ یہ اللہ کا دیا ہوا ہے اس لئے یہ حقیقت میں اللہ کی چیز کا ضائع کرنا ہے۔ اپنا مال ہلاک کرنا مثلاً دولت غرق کر دی۔ اشیاء توڑ پھوڑ دیں یا جلا دیں، نوٹ پھاڑ دینا یا جلا دینا خواہ مخواہ کسی چیز کو توڑ دینا یا ایسی جگہ پھینک دینا جہاں سے واپس لانا ممکن نہ ہو، اگر یہ مال کسی اور کا ہے تو یہ ظلم و زیادتی ہے اس سے ضمان واجب ہوتا ہے، اگر اپنا مال ہے تو یہ اسراف ہے جو کہ حرام ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۵) کسی کو ریاء یا معصیت (گناہ کے کام) کے لئے مال دینا یہ اعانت علی المعصیۃ کی بناء پر حرام ہے۔

(۱۶) کسی بھی لہو ولعب میں مشغول ہونا

جس کا کوئی مقصد نہ ہو اس کھیل میں لگنا مثلاً شطرنج، نرد، چوسر وغیرہ تاش جیسے کھیل یا کوئی بھی کھیل جس میں جوء یا یکطرفہ انعام ہو، ایسے کھیل کھیلنا ناجائز ہیں۔

البتہ جنگی حربی کھیل مثلاً لڑائی، نشانہ بازی، ورزش، بالکنگ، کراٹے، جن سے مقصود کفار پر غلبہ ہو جائز ہیں، لیکن اگر ان میں نمازوں کے اوقات ضائع ہوں اور فرض کاموں میں سستی پیدا ہونے لگے تو ان کو بھی ترک کرنا ضروری ہے۔

بعض وہ کھیل ہیں جو بظاہر چستی پیدا کرتے ہیں مگر ان میں وقت بہت ضائع ہوتا ہے انہیں کھیلنا بھی درست نہیں، سوائے تھوڑے بہت وقت کے۔ مثلاً کرکٹ، فٹبال وغیرہ البتہ دیکھنے میں صرف وقت کی بربادی ہے اس سے بچنا چاہئے۔

حدیث کے مطابق، حربی کھیل اور زوجین کی ملاعبت کے سوا کوئی کھیل جائز نہیں ہے۔ اس میں آلات میوزک وغیرہ بھی شامل ہیں، اس سے شادی کے اعلان، جنگ کے اعلان، قافلہ کے اعلان کے وقت بجائے جانے والے طبل مستثنیٰ ہیں۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۷) کبوتروں سے کھیلنا۔

(۱۸) جانوروں کو لڑانا ان میں مقابلہ کرانا

(۱۹) ذی الروح پرندہ بازی کرنا

(۲۰) تحریک کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑنا

(۲۱) جس بات کا کہنا حرام ہے اس کا لکھنا کیونکہ قلم بھی ایک زبان ہے۔

(۲۲) قرآن کریم کو بے وضو، جنابت، حیض ونفاس کی حالت میں لکھنا۔ اسی طرح ان حالات میں قرآن کریم کو بغیر حائل کے چھونا قرآن کریم کو موڑ کر چھوٹا کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(۲۳) کسی کے مال کو مذاق میں یا واقعی اس کی اجازت کے بغیر لینا تاکہ اس سے کچھ فائدہ استعمال کا اٹھا کر واپس کر دیا جائے۔ اگرچہ اس سے اس میں کوئی عیب و نقصان واقع نہ ہو جائز نہیں ہے۔

(۲۴) کسی مسلمان کو چھری یا کسی ہتھیار سے ڈرانا یا اس کی طرف رخ کرنا۔ ایسا کرنا چاہے مذاق سے ہو جائز نہیں، حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ (الترغیب)

(۲۵) وہ بال کا ناجن کا رکھنا ضروری ہے، مثلاً عورت کے سر کے بال، مرد کی داڑھی، داڑھی ایک مشت سے کم کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بدعتی لوگوں کی طرح سر کے بال کاٹ کر بیچ میں ایک لٹ چھوڑ دینا بھی جائز نہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ عورت کے سر اور مرد کی داڑھی کے بال کا ٹنا مثلہ ہے اور بدعتی کی طرح بال رکھنا ان سے مشابہت ہے اور کفار سے مشابہت حرام ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ داڑھی کا وجوب۔ از شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ)

(۲۶) بال یا ناخن کاٹ کر گندی جگہ پھینک دینا۔ ان کو مناسب جگہ رکھنا اور زمین میں دفنا دینا صحیح ہے ورنہ اس طرح ان اشیاء کی توہین ہوتی ہے۔ الخلاصہ میں ہے کہ ان کو اس طرح پھینکنے سے بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

(۲۷) قبر پر سے تر گھاس اور تر کانٹے وغیرہ صاف کرنا، اگر قبر پر گھاس اُگ آئے تو اسے صاف کرنا درست نہیں البتہ اگر یہ خشک ہو جائے تو ہٹا دینا درست ہے۔

(۲۸) قبر اکھاڑنا کسی حال میں جائز نہیں اگرچہ کسی حاملہ عورت کو اس میں اسی حال میں دفن کیا گیا ہو کہ بچہ اس کے پیٹ میں ہل رہا ہو۔ البتہ اگر اسے ملک غیر میں دفن کر دیا گیا ہو تو قبر اکھیڑ کر اسے دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت ہے لیکن اس میں بھی اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو نکال لیں ورنہ قبر برابر کر کے اس پر کھیتی وغیرہ اگالیں۔

(۲۹) شرمگاہ میں بلاوجہ انگلی داخل کرنا، قبل یا دبر میں بلا وجہ انگلی داخل کرنا مکروہ ہے چاہے یہ استنجاء کے وقت ہو البتہ دوا کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

(۳۰) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا یا استنجاء کرنا، ان کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔ دائیں ہاتھ سے اہم اور عزت والے کام کئے جاتے ہیں۔ کھانا کھایا جاتا ہے، پانی پیا جاتا ہے، قرآن وغیرہ پکڑے جاتے ہیں اسی طرح ہر کام میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا چاہیے مثلاً کپڑے زیب تن کرتے ہوئے اور اتارتے وقت اسے آخر میں رکھنا چاہئے۔ عذر کی حالت مستثنیٰ ہے۔

(۳۱) رشوت لینا اور دینا، حدیث کے مطابق "رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں" اس لئے رشوت لینا، دینا دونوں حرام کام ہیں، لیکن اگر اپنا حق وصول کرنے اور ظلم کے خاتمے کے لئے ایسا کرنا پڑ جائے تو کراہت سمجھتے ہوئے ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔

(۳۲) مال حرام کا علم ہوتے ہوئے ہدیہ قبول کرنا، یہی حکم صدقہ کا بھی ہے اور اسی طرح جب معلوم ہو کہ یہ مال مغصوب ہے تب بھی لینا حرام ہے۔

(۳۳) ہاتھ استعمال نہ کرنے کے گناہ اور آفات کا اجمالی ذکر، قدرت کے باوجود مظلوم کی مدد نہ کرنا، علم ہونے کے باوجود چوری نہ کرنا۔ ناخن نہ کاٹنا حتیٰ کہ وہ لمبے ہو جائیں ایسا کرنا مکروہ اور تنگی رزق کا سبب ہے (الخلاصۃ) آلات معصیت سارنگی وغیرہ نہ توڑنا۔ شراب نہ پھینکنا، اسی طرح حیوانات کی بڑی تصاویر جو دور سے نظر آتی ہوں قدرت ہونے کے باوجود نہ توڑنا۔

گری پڑی قیمتی شے کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہونے کے باوجود نہ اٹھانا کیونکہ اگر نہ اٹھائے گا تو وہ چیز ضائع ہو جائے گی ضیاع میں اس کا بھی عمل شامل ہو

جائے گا۔ ورنہ اگر ضیاع کا خوف نہ ہو تو اسے نہ اٹھائے۔

ظالم کو یا حیوان کو نہ روکنا جب کہ اس کی وجہ سے ظلم یا کسی چیز کے تلف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی ہو۔ انسان یا حیوان کو غرق ہونے یا آگ میں گرنے سے باوجود طاقت ہونے کے نہ بچانا۔ بچوں اور جانوروں کو رات کے شروع ہوتے وقت نہ روکنا۔ اسی طرح رات کو دروازہ بند نہ کرنا، سوتے وقت چراغ نہ بجھانا، برتنوں کو ڈھک کر نہ سونا، اسی طرح مشکیزہ اور مٹکے وغیرہ کے منہ بند کر کے نہ سونا۔ (مفتاح الفلاح)

یہ تمام وہ افعال ہیں جن کے نہ کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہے یا شرعی حکم کے ٹوٹنے کا خوف ہے اس لئے یہ افعال گناہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

☆☆☆

فصل ششم

﴿پیٹ کے گناہوں کا بیان﴾

(۱) حرام لعینہ کوئی چیز اس میں ڈالنا یا حرام لغیرہ یا جو چیز حرام کے قریب ہو مثلاً خنزیر کھانا، شراب پینا، سودی رقم سے کوئی چیز خرید کر کھانا، یا رشوت میں لی ہوئی کوئی چیز کھانا، یا پینا۔ (الزواجر)

(۲) عقد فاسد کے ذریعے ملکیت میں آنے والی چیز پیٹ میں ڈالنا یا پھر اس بیع کے نتیجے میں کہ جس کا فسخ (ختم) کر دینا واجب ہے یا واجب التصدق اشیاء میں سے کھانا۔ (مفتاح النجاح)

(۳) پیٹ بھرا ہوا ہونے پر کھانا (جب کہ اگلے دن روزہ رکھنے کا ارادہ بھی نہ ہو۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۴) مہمان کا لحاظ نہ رکھنا، یعنی مہمان گھر میں بیٹھا ہو اور اس کے سامنے بغیر اس کے کھانا یا دستر خوان پر کھانا کم ہو اور میزبان زیادہ کھائے، مہمان بھوکا رہے یا اس کا پیٹ نہ بھرے۔ یہ تمام باتیں انتہائی معیوب، بد اخلاقی اور مکروہ ہیں۔

(۵) ایسی اشیاء کا کھانا جو بدن اور صحت کے لئے نقصان دہ ہوں، جیسے مٹی یا کیچڑ کھانا، یا ایسی ہی کوئی نہ کھائی جانے والی چیز کھا لینا مثلاً مکھی، مچھر یا دوسرے حشرات الارض، سیمنٹ، کائی وغیرہ یا کوئی ایسی چیز پینا مثلاً گندا پانی، خون، پیپ وغیرہ

لہٰذا جو چیز حرام ہو اسے کھانا حرام اور جو مکروہ ہو اسے کھانا مکروہ ہوگا البتہ مٹی کھانا حرام ہے اس لئے اسے پیٹ میں ڈالنا یا کسی اور کو کھلا دینا بھی حرام ہے۔

البتہ نجس اشیاء کو دوائی کے طور سے استعمال کرنے میں ائمہ کا اختلاف ہے بعض حضرات نے اجازت دی ہے کہ اگر اس سے شفا ہونا معلوم ہو تو اجازت ہے اور

بعض حضرات نے ناجائز کہا ہے۔ بہر حال احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

فائدہ:

سالک کو چاہیئے کہ وہ کم کھائے، زیادہ کھانے سے بچے، اور پیٹ بھر کر کھانے کی عادت نہ بنائے، کیونکہ کم کھانے میں بدن کی صحت، حافظہ کی بہتری اور دل کی صفائی رہتی ہے۔ اسی طرح ذہانت بھی بڑھتی ہے قناعت ممکن ہوتی اور نسیان جو کہ اللہ کا عذاب ہے دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے کھاتے وقت قیامت اور اہل جہنم کی بھوک کو یاد کرے اور جتنی ہو سکے نماز پڑھے، یاد ضرور ہے، اور جو کھانا زائد ہو اس میں ایثار سے کام لے اور صدقہ کرے۔

زیادہ کھانے سے دل سخت ہوتا ہے اور اعضاء کا فتنہ ہے کیونکہ اگر پیٹ بھرا ہوگا تو سارے اعضاء بھوکے ہوں گے اور مشتعل رہیں گے۔ اسی طرح اس سے علم وفہم میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ بسیار خوری، سمجھداری ختم کر دیتی ہے اور عبادت میں کمی اور اس کا مزہ جاتا رہتا ہے۔ شبہ والی چیزوں یا حرام میں پڑنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر پیٹ میں بھوک باقی رہے تو تمام اعضاء پرسکون رہتے ہیں، کھانے کی کثرت انسان کو سب سے پہلے دل اور بدن کو تحصیل سے غافل کرتی ہے پھر سست بناتی ہے اور پھر کھانے کے معاملے میں غفلت پیدا کرتی ہے (کہ یہ حرام ہے یا حلال) پھر بسیار خوری سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے اسے بے پرواہ کرتی ہے پھر قیامت کے حساب کتاب سے، پھر اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے اور آخرت کی تکلیف سے لاپرواہ کرتی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ موت میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جس قدر دنیا میں لذتیں اٹھائی ہوں۔ (مفتاح الفلاح)

(۶) بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا مکروہ ہے۔ اسی طرح راہ چلتے یا راستے میں

ـب کر اور قبرستان میں (اسی طرح قبرستان میں اور جنازہ میں ہنسنا بھی مکروہ ہے)۔

(۷) طعامِ میت کھانا، اس بارے میں فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی قاضی خان وغیرہ میں لکھا ہے کہ میت کے تیسرے، چھٹے، دسویں اور چالیسویں دن جو دعوت وغیرہ ہوتی ہے ان سب میں شرکت ناجائز ہے ان کا منعقد کرنا بدعت اور کھانا مکروہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میت کے ہاں کھانا کھلائے جانے کو قباحت (نوحہ ماتم) میں شمار کرتے تھے نوحہ وغیرہ کی حدیث میں سختی سے ممانعت آئی ہے۔

(۸) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بھی مکروہ ہے اور اس حکم میں عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح سونے چاندی کے چمچے سے کھانا پینا مکروہ ہے۔ اسی حکم میں چاندی اور سونے کی سلائی سے سرمہ لگانا، اور سونے کے گلدان میں خوشبو وغیرہ جلانا بھی شامل ہے۔

البتہ سونے چاندی کا پانی چڑھی ہوئی اشیاء کے استعمال کی گنجائش ہے بشرطیکہ سونے چاندی کی جگہ سے ہاتھ مس نہ ہو۔ مثلاً کرسی کے قبضے، بٹنوں کی گھنڈیاں وغیرہ سونے یا چاندی کے ہوں تو جائز ہے، یا کسی برتن میں سونے کا پانی چڑھا ہو اس پر منہ نہ لگنے کی شرط کے ساتھ جائز ہے یا انگوٹھی میں نگینے کا حلقہ سونے کا ہو، یا دانت سونے کا لگا ہو، یا گھوڑے کی رکاب یا لگام میں سونا چاندی جڑا ہو تو ان کا استعمال جائز ہے۔

البتہ ایسی پالش یا پانی چڑھایا جائے کہ جس میں ہاتھ یا منہ وغیرہ لگتا ہو تو جائز نہیں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ سونے چاندی کے دسترخوان پر کھانا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ (کذا فی الخلاصہ)

(۹) ایسی دعوتوں میں کھانا مکروہ ہے جہاں لہو ولعب، اور گانا بجانا ہو۔

(۱۰) ایسا کھانا جس کے بارے میں معلوم یا غالب ظن (قرائن کی وجہ سے) ہو کہ ریاکاری دکھاوے کے لئے بنایا گیا ہے تو اسے کھانا مکروہ ہے۔

دستر خوان بچھا کر کھانا مستحب ہے۔

(۱۱) بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۱۲) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا ۔۔ حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۱۳) کھڑے ہو کر کھانا پینا ۔۔ حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۱۴) برتن کے بیچ میں سے کھانا ۔۔۔۔ حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۱۵) کھانے میں موجود گوشت یا اور کسی چیز کو بلا ضرورت چھری سے کاٹ کر کھانا یہ تمام امور بھی مکروہ ہیں۔ کیونکہ سنت کے خلاف ہیں۔

(۱۶) منہ میں کھانے کی کوئی چیز پھنسی ہو تو اسے یا تھوک یا کھنکار وغیرہ قبلہ کی سمت میں یا مسجد میں تھوکنا مکروہ ہے۔ (بخاری)

(۱۷) برتن کے سوراخ یا پیالہ، گلاس، کپ وغیرہ کی ٹوٹی ہوئی کنارے کی جگہ منہ لگا کر پینا مکروہ ہے۔ (کما ورد فی الحدیث)

(۱۸) پینے کے دوران اس میں پھونک مارنا یا سانس لینا بھی مکروہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

(۱۹) پانی پینے کے بعد دائیں والے شخص کی اجازت یا اس سے پوچھے بغیر بائیں والے کو پینے کے لئے دینا مکروہ ہے۔

(۲۰) ایک ہی سانس میں پینا بھی مکروہ ہے کیونکہ سنت تین گھونٹ میں پینا ہے۔

(۲۱) نمک دانی کو روٹی پر رکھنا مکروہ ہے۔

(۲۲) روٹی کو چمچے کے نیچے رکھنا مکروہ ہے۔

(۲۳) میز اور دسترخوان پر روٹی لٹکانا بھی مکروہ ہے۔

(۲۴) ٹیک لگا کر کھانا۔ ننگے سر کھانا اور نماز عید الاضحٰی سے قبل کھانا صحیح قول کے مطابق مکروہ نہیں ہے۔ البتہ ٹیک لگا کر نہ کھانا، ننگے سر نہ کھانا، نماز عید الاضحٰی سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے۔

(۲۵) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے صاف کرنا پونچھنا مکروہ ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ لقمہ کھانے میں ہاتھ پر اگر کچھ سالن وغیرہ انگلیوں میں لگ جاتا ہے تو اسے فوراً روٹی سے صاف کرتے ہیں یا کھانے کے بعد روٹی سے ہاتھ صاف کر کے اٹھ جاتے ہیں اور دوسرا لقمہ دوسری جگہ سے توڑ کر کھاتے ہیں۔ یا لقمہ کے بعد بچے ہوئے چاول وغیرہ زور سے پلیٹ میں پھینکتے ہیں، جس سے ساتھ کھانے والے کو ایذاء و کراہت ہوتی ہے۔ یہ عمل بھی مکروہ ہے، البتہ بعض حضرات نے اس طرح اجازت دی ہے کہ جہاں روٹی پر انگلی وغیرہ صاف کی ہے اس جگہ کو آئندہ لقمہ میں کھالے۔

اگر ضرورت سے زائد کھانا قے کرنے کے لئے کھائے تو حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مختلف قسم کے کھانے ضرورت سے زائد اس مقصد سے کھاتے اور قے کر دیتے اس سے انہیں فائدہ ہو جاتا تھا۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۶) گرم کھانا، کھانا مکروہ ہے۔ اسی طرح اسے سونگھنا بھی مکروہ ہے۔ (الفلاحت)

(۲۷) فروٹ کھانے کے دوران نہ تھوکے۔ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ (۲۲ رفتاب)

(۲۸) اہل فسق، امراء اور سود کھانے والوں کا کھانا، اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ سود کا یا چھینا ہوا ہے تو کھانا حرام نہیں البتہ مستحب یہ ہے کہ نہ کھائے لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ چھینا ہوا، یا رشوت کا، یا سود کا ہے تو کھانا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی کی آمدنی ہی سود کی ہو تو اس کے ہاں کھانا بھی جائز نہیں۔

ان باتوں کا ذکر جن سے پیٹ کو خالی رکھنا گناہ ہے: بلاضرورت کھانا پینا چھوڑ دینا، چاہے ایک دو وقت ہو یا موت تک۔ یعنی جس سے کمزوری پیدا ہو جائے، کوئی مرض لاحق ہو جائے، اور پھر اس کی وجہ سے انسان اپنے فرائض و واجبات، مثلاً حج، کمانا، نماز، روزہ، جمعہ وغیرہ ادا نہ کر سکے۔

اسی طرح مرض میں دوا کا استعمال نہ کرنا جس سے مرض بڑھے یا کمزوری ہو۔

والدین کی نافرمانی میں کھانا پینا چھوڑ دینا بھی ناجائز ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی سے بھی وہ خفا ہوں یا ناراض ہوں تو کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں یہ بھی مکروہ ہے۔ البتہ کسی ناجائز امر پر کہ وہ بنیاد پر ماں باپ کی نافرمانی یا ناراضگی کی وجہ سے (جب کہ وہ بیٹے کے ناجائز کام سے ناراض ہوں) کھانا پینا چھوڑنا وجہ کے مطابق حرام یا مکروہ ہوگا۔ (مفتاح الفلاح)

فصل ہفتم

﴿شرمگاہ کے گناہوں اور اس کی آفت کا بیان﴾

(۱) بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے ناجائز جنسی تعلق قائم کرنا، (زنا کرنا) اس باب میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کی شناعت کے لئے اتنا کافی ہے کہ قرآن کریم نے شادی شدہ مرد و عورت کو انکی سزا میں سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس فعل سے باز رہنے کا حکم دیا ہے اور حدیث میں بدکاری کے وقت دل سے بکدم ایمان نکل جانے کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور زنا کے قریب مت جاؤ اس لئے کہ یہ فحش فعل اور برا راستہ ہے۔" (سورۃ بنی اسرائیل)

(۲) کسی مرد کا مرد سے جنسی تعلق قائم کرنا (لواطت کرنا) اس باب کا دوسرا بڑا گناہ ہے اس کی شناعت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پوری قوم کو اس گناہ کے سبب عذاب کے ذریعے تباہ فرما دیا۔ فقہاء میں سے بعض فقہاء نے مرتکب لواطت کے لئے زندہ جلائے جانے، بعض نے دیوار اس پر گرانے، بعض نے پہاڑ پر سے اسے گرانے سے قتل کرنے کی سزا تجویز کی ہے۔ عورت کا عورت سے جنسی تعلق رکھنا (اسے سحاق کہتے ہیں) یہ بھی حرام اور شنیع فعل اور قابلِ تعزیر جرم ہے۔ (الدر و غیر)

(۳) اپنی بیوی یا باندی سے پیچھے کے راستے جماع (لواطت کرنا) بھی اسی زمرے میں ہے اگرچہ اس کی شناعت میں کچھ فرق ہے۔

(۴) جانور سے بدفعلی کرنا بھی حرام اور شنیع فعل ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسے جانور کو ذبح کر کے دفن کر دیا جائے تاکہ اشارے نہ ہوں اور اشاعت فحش نہ ہو اور ایسے شخص کو سخت تعزیر کی جائے۔

(۵) حیض و نفاس میں بیوی سے ہمبستری کرنا یا گھٹنے سے ناف تک کے حصے سے فائدہ اٹھانا۔ یہ بھی گناہ ہے اور اول الذکر حرام ہے اور ثانی میں اگر حد سے بڑھنے کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔ (مفتاح النجاح)

(۶) استمناء بالید، اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرنا حرام ہے۔ اس میں پچاس فیصد سے زائد نوجوان مبتلا ہیں جس کا سبب شادی میں تاخیر یا بری صحبت میں بیٹھنا، مخرب اخلاق باتیں کرنا اس قسم کی فلمیں دیکھنا، رسالے پڑھنا وغیرہ ہیں۔

اس فعل کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اس فعل کی اصل حیثیت تو یہی ہے لیکن اگر کوئی جوان شخص، جس کی شادی نہ ہوئی ہو یعنی اس کی مالی استطاعت شادی کی نہ ہو اور اسے شہوت کا اتنا شدید غلبہ ہو کہ اس کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اگر زنا میں پڑنے سے بچنے کے لئے یہ فعل کر لیا تو اس کی گنجائش ہے لیکن یہ بات پھر بھی مسلم ہے کہ صحت جنسیہ کے لئے شدید نقصان دہ ہے۔ تفصیل کتب فقہ، الزواجر، تحفۃ النکاح وغیرہ میں ملاحظہ کریں۔

(۷) اتنی چھوٹی عمر کی بیوی سے مباشرت کرنا جو کہ مباشرت کے قابل نہ ہو یا سخت بیمار بیوی سے یا باندی سے مباشرت کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ شامی میں ہے کہ اگر بیوی بہت چھوٹی ہو تو مباشرت سے مرد کو منع کیا جائے گا۔

(۸) کسی کی موجودگی میں چاہے وہ سویا ہوا ہو جماع کرنا گناہ کبیرہ ہے حتیٰ کہ اگر سمجھدار بچہ ہو تب بھی حرام ہے لیکن اگر بچہ سویا ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن ناسمجھ بچہ اگر سویا ہو تو گنجائش ہے یا شیر خوار بچہ ہو لیکن ان کے سامنے بھی احتیاط کرنا مستحب اور اولیٰ ہے۔ (زواجر میں اسے گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے)

(۹) میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو چومنا، زبان لگانا یا چوسنا انتہائی گھناؤنا اور مکروہ فعل ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اسی طرح اس کے نتیجے میں اگر مذی یا منی منہ کے اندر چلی جائے تو حرام ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں گناہ ہے اور یہ اصل مغرب اور مغرب زدہ لوگوں کا

فحش ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۱۰) کسی دوسرے کے سامنے ننگا ہونا بھی گناہ ہے۔ عورت کا عورت کے سامنے بھی بلا ضرورت ستر کھولنا جائز نہیں البتہ ضرورت کے وقت کھولنے کی گنجائش ہے (شامی)

(۱۱) حلالہ کرنا یا قاعدہ طے کر کے حلالہ کرنا، حلالہ کروانا اور حلالہ پر راضی ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ (شامی)

مسند احمد نسائی میں ایسے لوگوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اور اگر بغیر شرط و قید کے یا کسی کے کہے بغیر کوئی شخص جھگڑے میاں بیوی کو ملانے کے لئے اس طرح کر دے تو اس کی ممانعت نہیں بلکہ ان شاء اللہ اجر بھی ہے۔ (شامی)

(۱۲) ننگا ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا

(۱۳) کھلے آسمان کے نیچے ننگا ہونا (یعنی نہا لینا) اگر ستر ڈھکا ہوا ہو تو حرج نہیں

(۱۴) قبلہ کی طرف پشت کر کے پیشاب پاخانہ کرنا

(۱۵) قیمتی اشیاء سے استنجاء کرنا

(۱۶) عظمت والی اشیاء سے استنجاء کرنا مثلاً کھانے پینے کی اشیاء سے

(۱۷) تکلیف دہ یا نجس اشیاء سے استنجاء کرنا، ہڈی، گوبر، لید وغیرہ کسی چیز کو غیر محل میں استعمال کرنا ان سب مسائل کا اصول ہے جیسے قیمتی، چھپائی یا کتاب کے کاغذ سے استنجاء کرنا۔ ٹشو پیپر اسی مقصد سے بنائے جاتے ہیں اس لئے حرج نہیں۔

(۱۸) راستہ میں یا لوگوں کی سایہ دار جگہ میں فارغ ہونا۔ یہ تمام امور مکروہ ہیں کیونکہ اس سے مقامات و اشیاء کی بے حرمتی ہوتی ہے یا دوسروں کی ایذا کا الزام آتا ہے۔

(۱۹) بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس لئے کہ سنت بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے۔

(۲۰) رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ (کذا فی الہدایہ)

(۲۱) اسی طرح چلتے ہوئے پانی میں۔

(۲۲) غسل خانے میں بھی پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

(۲۳) انسانوں کو خصی کرانا بھی مکروہ ہے۔

(۲۴) بیوی سے عزل کرنا (یعنی مادہ منویہ کو باہر خارج کرنا) بھی مکروہ ہے۔ مذکورہ بالا مسائل مکروہ ہیں۔ (مفتاح الفلاح)

شرمگاہ کے وہ مسائل جن میں فعل نہ کرنے سے گناہ لازم ہوتا ہے:

(۱) جان بوجھ کر ختنہ نہ کرانا یا ختنہ میں خواہ مخواہ تاخیر کرنا۔

(۲) بیوی سے بالکلیہ مباشرت نہ کرنا، کیونکہ کبھی کبھار یا اس کے مطالبے پر مباشرت کرنا ضروری ہے۔

(۳) مباشرت میں بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنا (البتہ ظاہر الروایہ کے مطابق مباشرت میں برابری ضروری نہیں ہے لیکن راتوں میں برابری ضروری ہے)۔

(۴) پیشاب سے نہ بچنا۔ اس پر بڑی وعیدیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس عمل کی وجہ سے قبر پر عذاب ہوتا ملاحظہ فرمایا۔

(۵) پیشاب بلا ضرورت روکنا۔ اس سے تکلیف ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ پیشاب روکے ہوئے شخص کی رائے بھی قبول نہیں کی جاسکتی۔ مشہور مقولہ ہے "لا رای لحاقن" پیشاب روکنے والے کی رائے (قابل قبول) نہیں۔

☆☆☆

فصل ہشتم

﴿پاؤں کے گناہوں اور اس کی آفات کا بیان﴾

(۱) گناہ کی جگہ پر جانا۔ چوہے اس میں شرکت کے لئے یا محض تماشا دیکھنے کے لئے جائے، بہر حال گناہ ہے۔

(۲) والدین کی اجازت کے بغیر جہاد، تبلیغ یا علم غیر واجب و مستحب حاصل کرنے کے لئے نکلنا۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ماں باپ کافر ہوں اور انہیں اس کی ضرورت ہو تو بغیر اس کی اجازت کے بھی نکلنا درست نہیں لیکن اگر والدین کا انکار مذہبی تعصب کی بناء پر ہو تو بغیر اجازت نکل سکتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے جہاد پر جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جا ان کی (خدمت) میں جہاد کر"۔ اسی طرح ایک شخص کو ماں کی خدمت کے لئے روک دیا تھا۔" (سنن زبید)

اسی حکم میں ہر وہ سفر شامل ہے جس میں ہلاکت کا خطرہ ہو جیسے خطرناک موسم میں بحری، ہوائی سفر یا شورش زدہ علاقوں کا سفر۔ تو اگر ماں یا باپ کسی ایک کو بھی اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو سفر پر جانا گناہ ہے۔

(۳) طاعون سے بھاگنا۔ یا طاعون زدہ علاقے میں داخل ہونا حرام ہے۔ حدیث میں طاعون سے فرار کی ممانعت کی گئی ہے اور مرنے والے کو شہید قرار دیا گیا ہے۔

(۴) کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر چلنا، چاہے وہ گھر ہو یا باغ، انگور کا باغ ہو یا کھیتی کی زمین (کھیت) ہو۔ اگر کھیت کٹا ہوا ہے اور اس کے گرد کوئی خندق یا دیوار نہیں ہے تو ضرورت کے تحت وہاں سے گذرنا جائز ہے کیونکہ دیوار نہ ہونے کی

دلالت عادیہ کی بناء پر اجازت موجود ہے۔ اسی طرح عام گلی ناختم بھی ہے لیکن اگر خاص ہو تو اس پر چلنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۵) بغیر بلائے کسی کے ہاں تقریب میں جانا بھی مذکورہ حکم میں شامل ہے۔ (زواجر میں اسے گناہ کبیرہ کہا گیا ہے)۔

البتہ کسی کی ملکیت میں اپنے مال کے ضائع ہونے کے خوف سے داخل ہونا جائز ہے جیسے کوئی شخص اس کا مال چھین کر اس گھر میں چلا جائے تو صاحب مال کو اس کے پیچھے اس گھر میں جانا جائز ہے۔

اسی طرح کسی کے گھر میں اس کی رقم کسی طرح گر جائے اور اسے ڈر ہو کہ اگر مالک مکان کو پتہ چل گیا تو وہ اسے گھر میں آنے نہیں دے گا تو بھی بغیر اجازت داخل ہونا جائز ہے البتہ معتبر لوگوں کو پہلے اطلاع دے دے۔ اسی طرح اپنی جان بچانے کے لئے بھی کسی کے گھر اور زمین میں اس کی اجازت کے بغیر چھپنا جائز ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵) قبروں پر چلنا گناہ ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اگر قبرستان میں راستہ بنا ہو اور دل میں خیال آئے کہ یہ قبروں پر بنایا گیا ہے تو اس راستے پر نہ چلے اسی طرح قبر پر بیٹھنا بھی چلنے کے حکم میں ہے۔ (زواجر میں اسے گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے)۔

(۶) عورتوں کا جنازے میں شریک ہونا۔ قبرستان تک آنا۔

(۷) عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا۔ اس مسئلے میں تفصیل ہے کہ اگر عورت بوڑھی ہے یا پردے اور محرم کے ساتھ ہے تو قبرستان میں زیارت قبور کے لئے آنا درست ہے البتہ جوان، بے پردہ اور تنہا عورتوں کا قبرستان آنا جائز نہیں۔ اسی طرح قبروں پر آکر بدعات کرنے اور رونے پیٹنے والی عورتوں کا آنا بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ مردوں کے لئے قبرستان آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں بلکہ زیارت کرنا مستحب ہے اور عبرت کے لئے زیارت کرنا چاہئے۔

(۸) مسجد میں جنبی مرد و عورت اور حائضہ اور نفاس والی عورتوں کا داخل ہونا ناجائز

اور گناہ ہے۔(شامی عالمگیری)

البتہ مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے۔

(۹) عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں ایسی عورت کو زنا کار عورت سے تشبیہ دی گئی ہے۔(زواجر)

(۱۰) کسی کا مال چھینے، قتل کرنے، یا حملہ کرنے کے لئے جانا۔ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔(الزواجر)

(۱۱) کسی مسلمان کو ڈرانے کے لئے آگے بڑھنا، جانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں مسلمان کو کسی بھی طرح ڈرانے کی ممانعت اور وعید آئی ہے۔(ابوداؤد، طبرانی)

(۱۲) جہاد سے بھاگنا۔ سورۃ انفال میں اور بخاری کی ایک حدیث میں اسے ناجائز کہا گیا اور اللہ کا غضب اس پر بتایا گیا ہے۔(زواجر)

(۱۳) قبلہ کی طرف پاؤں کرنا۔ ایسے قرآن، شرعی کتب (فقہ وحدیث) کی طرف پاؤں پھیلانا سوء ادب اور مکروہ ہے۔ چاہے جاگتے میں ہو یا سوتے میں۔ لیکن اگر یہ کتب اوپر رکھی ہوں تو نیچے اس سمت میں پاؤں کرنے کی گنجائش ہے۔(عالمگیری)

(۱۴) روٹی پر پاؤں رکھنا احترام رزق کے خلاف اور مکروہ ہے۔

(۱۵) کسی کو خواہ مخواہ لات مارنا گناہ ہے چاہے کسی جانور کو ماری جائے البتہ جانور کو پکڑ کرانے میں ہاتھ پاؤں مارنے کی گنجائش ہے۔ لیکن جانور کے معاملات میں احتیاط کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ فقہاء فرماتے ہیں جانور کی رعایت نہ کرنا موجب عذاب ہے۔

(۱۶) محترم مقامات میں بائیں پاؤں سے داخل ہونا بھی مکروہ ہے جیسے گھر اور مسجد میں۔ اسی طرح خسیس مقامات میں سیدھے پاؤں سے داخل ہونا بھی مکروہ ہے۔ حدیث میں سیدھا پاؤں محترم جگہوں پر پہلے رکھنے اور بیت الخلاء میں الٹا پاؤں رکھنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ البتہ دونوں جگہ سے نکلنے کا طریقہ دونوں کا الٹ ہے۔

(۱۷) مقدس جگہوں پر جوتے پہن کر داخل ہونا مثلاً مسجد میں۔ اسی طرح صاف

ستھری جگہ جہاں جوتے سے تلویث ہو وہاں جوتے پہننا بھی مکروہ ہے۔

(۱۸) گھر میں اپنا ہو یا غیر کا بغیر اطلاع داخل ہونا مکروہ اور گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی سفر سے آئے تو پہلے گھر میں اطلاع کرا دے اور مسجد میں دو رکعت پڑھ کر گھر جائے۔ اسی طرح گھر میں کھنکار کر یا دروازہ کھٹکھٹا کر داخل ہو تاکہ مبادا کسی کی بے پردگی نہ ہو یا بیوی کو بدحالی میں دیکھ لے جس سے دل میں اس کی بدشکلی کی ناگواری آجائے۔

(۱۹) مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنا۔ یہ بھی مکروہ ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

(۲۰) کسی بدعتی، کافر یا ظالم کے پاس ان کے ظلم، کفر اور بدعت سے ناراض ہوئے بغیر جانا۔ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن و احادیث میں ایسے لوگوں پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (ابوداؤد، ابن حبان وغیرہ، بذل المجہود)

وہ جگہیں جہاں پاؤں استعمال نہ کرنا گناہ ہے

(۱) جمعہ کی نماز کے لئے نہ جانا۔

(۲) جماعت سے نماز کے لئے نہ جانا۔

(۳) تعلیم حاصل کرنے سے رکنا۔

(۴) حج فرض ہونے کے بعد بلا عذر کے رہنا۔

(۵) جہاد فرض ہونے کے باوجود جہاد میں نہ جانا اور فرض کفایہ کی صورت میں اس کی اخلاقی، مالی امداد پر کمربستہ نہ ہونا۔

(۶) کسی کے بلانے پر بھی نیک تقریب میں نہ جانا جہاں منکرات نہ ہوں۔

کیونکہ دعوتوں کو قبول کرنا بعض فقہاء کے ارشاد کے مطابق واجب اور بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ وہاں منکرات ہیں تو جانا مطلقاً جائز نہیں۔ اسی طرح اگر معلوم نہ تھا اور منکرات والی تقریب میں پہنچ گیا اگر اسے روکنے پر قادر ہے تو روکے ورنہ اٹھ کر آجائے بیٹھے بالکل نہیں۔ اگر منکرات دستر خوان پر یا اس

کے قریب ہوں تو پھر بھی نہ بیٹھے لیکن اگر دستر خوان سے بہت دور ہوں کھانے کی گنجائش ہے لیکن اگر وہ شخص دینی رہنما، پیشوا، عالم ہے تو اس کے لئے کسی حال میں بھی ایسی تقریب میں شرکت جائز نہیں۔ (الخلاصہ)

اگر دعوت دینے والا شخص علم کھلا فاسق ہو تو اس کی دعوت قبول نہ کرے۔ دعوت کی قبولیت محض جا کر بیٹھنے سے پوری ہو سکتی ہے اس لئے اگر کھانا نہ کھائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن عام دعوت میں جا کر کھانا کھانا بہتر اور افضل ہے اگر روزے سے نہ ہو۔ (الخلاصہ)

(۸) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے باز رہنا۔ خصوصاً اپنے اہل و عیال اور قرابت داروں کو کیونکہ انہیں تبلیغ کرنا فرض ہے۔

(۹) مظلوم کی مدد استطاعت کے باوجود نہ کرنا۔

(۱۰) مجبور کی ضرورت کے تحت اس کے ساتھ نہ جانا (فرصت کے باوجود)

(۱۱) میت کو غسل نہ دینا، دفن نہ کرنا۔

(۱۲) کسی انسان کو ہلاکت میں دیکھ کر بچانا: مثلاً ڈوبنے، جلنے، گرنے سے۔ بہرحال اس کے لئے حتی الوسع کوشش ضروری ہے تاوقتیکہ خود کو نقصان ہونے کا اندیشہ (متعین) نہ ہو۔

صلہ رحمی، عیادت، ملاقات و زیارت مبارکباد دینے، تعزیت کرنے۔ ان سب کاموں کے لئے جانا سنت مستحبہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۳) خادم۔ مزدور کا مالک کی خدمت نہ کرنا (اپنی ڈیوٹی سرانجام نہ دینا، پابندی نہ کرنا، وقت پورا نہ دینا، ان سب میں سرکاری، غیر سرکاری ملازمین و افسران سب شامل ہیں۔)

(۱۴) بیوی کا گھر کی خدمت نہ کرنا۔

(۱۵) اولاد کا ماں باپ کی خدمت نہ کرنا۔

(۱۶) حاکم کا اپنی رعیت کے کام نہ آنا، یعنی جائز کام بھی بغیر عذر نہ کرنا۔

مندرجہ بالا تمام امور گناہ ہیں اور مکروہ ہیں بعض حرام بھی ہیں۔

☆ ☆ ☆

فصل ششم

﴿بدن کے گناہوں اور اس کی آفات کا ذکر﴾

یہاں ان گناہوں کا تذکرہ ہوگا جو کسی خاص عضو سے مختص نہیں اور یہ بہت زیادہ ہیں۔ جن کا احاطہ یہاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر مختصر انداز میں کچھ گناہوں کا سرسری تذکرہ "الزواجر" جو گناہ کبیرہ پر علامہ ابن حجر کی تصنیف ہے۔ مفتاح الفلاح اور دیگر کتب سے لیا گیا ہے۔

(۱) رقص کرنا: یہ متوازن حرکت کا نام ہے۔ اضطراب (غیر موزوں حرکت کو کہتے ہیں آج کل فیشن ایبل رقص میں اسے بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ بہر حال جو بھی کھیل اور مستی کی نیت سے ہو وہ رقص ہی شمار ہوگا۔

ہمارے زمانے میں بعض نام نہاد صوفی رقص کرتے ہیں اور اسے عبادت گردانتے ہیں اس لئے یہ عام رقص سے زیادہ شنیع ہے اور اس پر سخت عذاب کا خوف ہے۔

امام ابو الوفاء ابن عقیل کہتے ہیں کہ قرآن میں رقص کی ممانعت پر یہ آیت دلالت کرتی ہے:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾

"اور زمین پر اترا کے مت چل"

اور رقص اور مستی یہ اترانے کی واضح شکل ہے۔

علامہ طرطوسی سے مذہب صوفیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے اسے سامری کے ساتھیوں نے ایجاد کیا تھا۔ جب ان کے لئے سامری جادوگر نے بچھڑا بنایا اور اس کی آواز نکلنے لگی تو یہ لوگ اس کے گرد رقص کرنے

تھے اور وجد میں آنے لگے۔ لہٰذا رقص کفار کا دین اور بچھڑے کی عبادت ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ سماع کے دوران رقص جائز نہیں ہے "ذخیرہ" میں ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ امام بزازی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ گانا، سکریاں بجانا، اور رقص بالاجماع حرام ہے (امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی واحمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر ائمہ کے اقوال ان کی فقہی کتب میں مذکور ہیں)۔

سید الطائفہ احمد الصوفیؒ نے اس کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔ میں نے شیخ الاسلام جلال الملت والدین الکیلانی کے فتاویٰ میں دیکھا کہ اس رقص کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ جب اس کی حرمت اجماع سے معلوم ہے تو اس کے حلال سمجھنے والے کی تکفیر لازم ہے۔

علامہ زمخشری کی کشاف کے الفاظ سے ان لوگوں پر حجت قائم ہوتی ہے اور صاحب نہایہ اور امام محبوبی نے بھی بڑے سخت الفاظ میں اسے حرام لکھا ہے۔

(۲) ستر کا کسی کے سامنے بغیر عذر کے کھولنا حرام ہے۔ آنکھ کے گناہوں میں اس کی تفصیل گذری ہے۔

ستر کو تنہائی میں کھولنا بھی گناہ ہے سوائے بیزیر ناف کی صفائی، غسل، استنجاء کے وقت یا دوا، اور علاج کی غرض سے کھولنے کی بقدر ضرورت گنجائش ہے۔

(۳) ریشم پہننا حرام ہے۔ اسی طرح جس کپڑے کا بانا ریشم کا ہو وہ بھی خالص ریشم کے حکم میں ہے۔ البتہ ریشم کے کپڑے پر بیٹھنا، لیٹنا یا اس سے ٹیک لگانا یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

(۴) مردوں کو، زعفران، زرد رنگ وغیرہ سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے یا بالکل اس رنگ کے کپڑے ہوں جو عورتیں پہنتی ہیں تو ایسا کپڑا پہننا گناہ ہے۔

(۵) پسینہ پونچھنے یا کھنکار کے لئے بیش قیمت کپڑا رکھنا بھی گناہ اور مکروہ ہے کیونکہ بیش قیمت کپڑا رکھنا تکبر کی علامت ہے۔ البتہ سادہ رومال، تولیے کے رومال یا ٹشو پیپر وغیرہ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(۶) دیواروں پر زینت کے لئے کپڑے، یا پردے وغیرہ لگانا مکروہ ہے البتہ گرمی کی شدت یا سردی سے بچاؤ کے لئے پردے لگانا درست ہے۔ اسی طرح دروازوں اور کھڑکیوں پر پردے کے لئے اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے پردے لگانے کی بھی گنجائش ہے۔

البتہ (مذکورہ ضمن مسائل کے حوالے سے) ایسا رشم جو بچھا نہ جائے گھر میں رکھنے کی، اور سونے چاندی کے برتن تزئین کے لئے (کھانے پینے کے لئے نہیں) رکھنا جائز ہے۔

(۷) ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا یا اتنا طویل جبہ وغیرہ پہننا چاہے ریا۔ وتکبر سے خالی ہو، جائز نہیں۔ بعض احادیث کی رو سے اس سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد)

(۸) اجنبی عورت کے بدن کو چھونا ناجائز ہے۔ (شامی)

سوائے بوڑھی عورت کے کہ اس کی مدد یا سہارے کے لئے اس کی ہتھیلی (ہاتھ کا پنجہ کف) پکڑنا جائز ہے۔ اسی طرح غیر شخص کے ستر کو بلا ضرورت علاج کے چھونا۔ اسی طرح کسی کو شہوت سے چھونا (سوائے بیوی یا باندی کے) چھونے کے حکم میں ہاتھ لگانا، بوسہ دینا، لپٹنا وغیرہ سب شامل ہے۔ اسی طرح حائضہ بیوی کے جسم کو ناف سے لے کر گھٹنے تک بغیر حائل کے چھونا بھی مکروہ ہے۔

الخلاصۃ میں ہے کہ عالم دین کا، عادل حکمران کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور ان کے علاوہ لوگوں میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر نومسلم کے اسلام کا اکرام کرنے کے لئے اس کا ہاتھ چوم لے تو کوئی حرج نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ نہ چومے۔

جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ مرد کو مرد کے چہرے، ہونٹ وغیرہ کو چومنا یا اس سے (بلا حائل) معانقہ کرنا مکروہ ہے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں۔

(۹) قبضہ کئے ہوئے مکان میں رہائش رکھنا۔

(۱۰) والدین میں سے کسی کی نافرمانی کرنا۔ وہ اس طرح کہ کسی جائز کام میں ان

کی مخالفت یا حکم عدولی کی جائے۔ البتہ وہ کسی ناجائز کام، یا گناہ کا حکم دیں تو ان کی نافرمانی واجب ہے۔ کیونکہ حدیث کے مطابق اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

کفر، والدین کے حقوق کی راہ میں رکاوٹ نہیں، کافر ماں باپ کی خدمت ان سے نیک سلوک، ان کی زیارت کرنا اور انہیں تحفہ دینا مسلمان پر واجب ہے، لیکن اگر کسی کو خوف ہو کہ وہ اسے بھی کافر بنا دیں گے تو اس وقت ان سے نہ ملنا جائز ہے۔ (الخلاصۃ)

انہیں ان کی عبادت گاہ نہیں لے کر جائے البتہ وہاں سے واپس لا سکتا ہے۔

(۱۱) قطع رحمی کرنا حرام ہے۔ صلہ رحمی کرنا واجب ہے اس کا معنی یہ ہے اپنے ذی رحم محرم اور اقارب کو بھولے نہیں بلکہ ملاقات کرتا رہے یا ہدیہ بھیجے، یا ہاتھ سے یا زبان سے اس کی مدد کرے۔ کم از کم اتنا ضرور کرے اس میں کوئی وقت مقرر نہیں۔ یہ ہر ذی رحم محرم کے لئے ضروری ہے۔ غیر ذی محرم کے بارے میں اختلاف ہے اور بہر حال عدم وجوب راجح ہے۔

(۱۲) بیوی کا شوہر کو تکلیف دینا۔ اس کی نافرمانی کرنا اور اس کے حقوق کی رعایت نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ بلکہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی تلقین آئی ہے اور تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ عورت کو شوہر کی خواہش کا احترام کرنا ضروری ہے وہ جب چاہے اسے ماننا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے کہ: اگر شوہر تم کو بلائے اور تم پالان پر ہو تب بھی اس کی خواہش پوری کرو۔ البتہ جب وہ حیض یا نفاس میں ہو تو شوہر کو خود پر قابو نہ دے۔

بیوی پر گھر کی خدمت دینا لازم ہے اگر وہ نہیں کرے گی تو گناہ گار ہوگی البتہ قضاءً اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح بیوی کے ذمہ شوہر کے گھر والوں، والدین وغیرہ کی خدمت کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر کرے گی تو نہایت اجر و ثواب کا باعث ہے اور

اس کا اخلاقی فریضہ ہے لیکن اسے اس پر مجبور کرنا بہرحال درست نہیں ہے لیکن اس کا اگر شوہر حکم دے تو شوہر کی نافرمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے اس کے حکم کی تعمیل میں وہ خدمت کر سکتی ہے لیکن ظلم کی حد تک یا استطاعت سے باہر ہو تو تعمیل واجب نہیں۔ اگر شوہر خلاف شریعت کسی کام کا حکم دے تو اس میں اس کی نافرمانی کرنا واجب ہے۔ (تحفہ زوجین ملخص)

(۱۳) شوہر کا بیوی کو تکلیف دینا بھی گناہ ہے۔ فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ شوہر پر بیوی کے پانچ حقوق ہیں۔

(۱) اس کی پردے کے پیچھے خدمت کرے یعنی خیال کرے اسے پردے سے نکلنے نہ دے کیونکہ اس کا پردے میں رہنا ضروری ہے۔ اس کا پردے سے باہر نکلنا گناہ اور مروت کا ترک ہے۔

(۲) اسے ضروری احکامات سکھائے جیسے وضو، نماز روزہ وغیرہ اور دیگر ضروری مسائل۔

(۳) اسے حلال کھلائے۔

(۴) اس پر ظلم نہ کرے۔

(۵) اس کی خیرخواہی کے لئے اس کی بدزبانی اور زیادتی کو برداشت کرے۔ (مفتاح الصلاح)

(۱۴) مرد کا اپنی اولاد پر توجہ نہ کرنا۔ اسی طرح جن کا نفقہ اس پر واجب ہے مثلاً ماں باپ اقارب، غلام اور پالتو حیوانات وغیرہ کیونکہ یہ ان کا ذمہ دار ہے اور اس کے بارے میں قیامت میں اس سے پوچھ گچھ ہوگی۔ خصوصاً اولاد کے بارے میں۔

اس لئے باپ پر چھوٹے بچوں کا نان نفقہ، ان کا لباس، تعلیم اور تہذیب دینا ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

انہیں ریشم نہ پہنائے اور نہ بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے دے

(بچیوں کو لگا سکتے ہیں) اور ایسی کسی بات پر اس کا یہ قول معتبر نہ ہوگا کہ ان کی ماں نے ایسا کر دیا حالانکہ میں راضی نہ تھا اس لئے کہ مردوں کو عورتوں پر حاکمیت حاصل ہے۔ اور برائی سے منع کرنا فرض ہے لہٰذا بیوی کو کسی قسم کا غلط کام خصوصاً بچوں کے بارے میں نہ کرنے دے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۳) اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا حرام ہے۔ احادیث میں سختی سے ممانعت موجود ہے۔

(۱۴) مرد و عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا۔

(۱۵) پڑوسی کو ایذاء دینا حرام ہے۔ حدیث میں ہے خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں جس کا ہمسایہ اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہیں۔"

(۱۶) برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا بھی گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ بری صحبت میں بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔

(۱۷) جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ اور گناہ ہے۔ حدیث میں جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنے کی تلقین آئی ہے۔

(۱۸) راستے میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ جب تک کہ راستے کا حق ادا نہ کریں۔ نظریں جھکا کر رکھیں، کسی کو تکلیف نہ دیں، سلام کا جواب دیں۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کریں۔ راستے کی نشاندہی کریں۔ حدیث میں اسی تفصیل کے ساتھ راستے کے گزر (چوراہوں کے نکڑ، گلی کے کونوں میں بیٹھنے کی جیسے کہ دیہات میں اور بعض شہروں میں عادت ہے) بیٹھنے اور گپ شپ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔"

(۱۹) مجلس یا حلقہ کے درمیان میں بیٹھنا، دوسروں کی دشواری اور ایذاء کا سبب ہے لہٰذا گناہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۰) کسی اور کی جگہ پر بیٹھنا، دو بیٹھنے والوں کے درمیان بیٹھ کر انہیں علیحدہ کر دینا۔

(۲۱) کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھ جانا (تاکہ لوگ مالی امداد کریں)۔

(۲۲) اسی طرح مسجد میں تجارت کرنا، اس کی باتیں کرنا حتیٰ کہ نکلے ہوئے دینا بھی مکروہ ہے۔ خلاصہ میں ہے کہ معتکف کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہیئے۔

(۲۳) سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے۔

(۲۴) جادو کرنا یا کرانا حرام ہے۔ اگر جادو کی بواسطہ تاثیر کو قائل ہو تو اکثر علماء نے کافر کہا البتہ جادو کا توڑ کرنے کے لئے جوابی عمل کرانے کی اجازت ہے۔

(۲۵) جاہلی تعویذ لٹکانا لیکن اگر تعویذ میں قرآنی آیات وغیرہ ہوں تو جائز ہے لیکن اگر غیر اللہ کو پکارا جائے یا فرعون ہامان وغیرہ کے نام لکھے جائیں تو اسے پہننا جائز نہیں ہے۔ امام سیوطیؒ علامہ ابن تیمیہؒ نے اس پر بڑی بحث کرکے تعویذ جائز ہونے کی شرائط لکھی ہیں۔ تفصیل کے لئے تکملہ فتح الملہم از حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن تعویذ کو بیت الخلاء جاتے وقت اور مباشرت کے وقت اتار دینا چاہئے (فتاویٰ رحیمیہ) لیکن اگر تعویذ بالکل بند ہو اور قمیص وغیرہ کے نیچے کرلیا جائے تو بھی گنجائش ہے۔

(۲۶) مونچھیں اس قدر بڑھانا کہ لبوں سے نیچے آجائیں مکروہ ہے۔ مونچھوں کو کاٹ دینا افضل ہے اس طرح کاٹ دی جائیں کہ ہونٹوں کی مقدار رہ جائے۔ بعض حضرات نے قینچی سے مکمل کترنے کو افضل قرار دیا ہے۔

(۲۷) داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا۔ یا بالکل منڈانا گناہ کبیرہ ہے کیونکہ داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے البتہ ایک مشت سے زائد ہو تو زائد مقدار کو کاٹ دینا بھی سنت ہے۔ (داڑھی کا وجوب از شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ)

(۲۸) عورتوں کا سواری پر مردوں کی طرح بیٹھنا گناہ۔ جس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ”اسکوٹر، موٹر سائیکل“ پر مرد بیٹھتے ہیں اسی طرح عورتوں کا بلا عذر بیٹھنا گناہ ہے۔ حدیث میں ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت وارد ہوئی ہے۔

(۲۹) ولیمہ نہ کرنا۔ ولیمہ نہ کرنا بھی گناہ ہے کیونکہ اگر یہ مقدور ہو کہ مال و اسباب

نہیں ہے تو ولیمہ تو ایک بکری یا اس سے بھی کم کھانے کا بھی کیا جا سکتا ہے اور سب لوگوں کو بلانا، یا دھوم دھام کرنا ضروری نہیں، سنت ولیمہ چند افراد کو بلا کر دعوت کرنے سے بھی ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ولیمہ کرنے کی ترغیب آئی ہے۔

(۳۰) منہ کے بل سونا۔ یعنی الٹا سونا اگر کوئی عذر ہو تو وہ صورت مستثنیٰ ہے۔

(۳۱) بغیر منڈیر کی چھت پر سونا بھی گناہ ہے کیونکہ اس میں گرنے کا خطرہ موجود ہے۔ اس لئے اس طرح سونا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ قرآن کریم میں خود کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت آئی ہے۔ بعض روایات میں اس طرح سونے کی بھی ممانعت ہے۔

(۳۲) سفر میں لہو ولعب کے لئے کتا، گھنٹی یا موجودہ دور میں ٹیپ ریکارڈ اور ریڈیو، ٹی وی وغیرہ لیجانا بھی گناہ ہے۔ سننے اور دیکھنے کا گناہ الگ ہے۔ کیونکہ سفر حدیث کے مطابق عذاب کا ٹکڑا ہے اس لئے اس میں اللہ کو یاد کرنا چاہئے۔

(۳۳) آزاد عورت کا (غلام عورت کی ضد آزاد عورت ہے) بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا گناہ ہے۔ اگر وہ اڑتالیس میل تک کا سفر ہو تو حرام ہے۔ حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے اور اس سے کم میں اختلاف ہے کہ حرام ہے یا نہیں، گناہ بہرحال ہے۔ مرد کا اکیلے سفر کرنا بھی درست نہیں، جس طرح بیابانوں اور جنگلوں کے سفر میں اس میں دو سے زائد افراد کا ہونا مستحسن ہے ورنہ گناہ ہے۔ اسی طرح سفر میں امیر مقرر نہ کرنا بھی گناہ سے خالی نہیں۔

(۳۴) بدبودار چیز کھا کر مسجد یا محفل میں جانا۔ حدیث میں اس کی سختی سے ممانعت آئی ہے۔ (کنز العمال)

(۳۵) نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ بعض روایات میں اسے کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳۶) اسی طرح وضو اور غسل کو چھوڑ دینا بھی گناہ ہے۔

(۳۷) جماعت کو بلا عذر چھوڑنا بھی احناف کے زیادہ قوی قول کے مطابق گناہ ہے۔

(۳۸) اسی طرح نماز میں تعدیل ارکان۔

(۳۹) تسویہ صفوف اور

(۴۰) موافقت امام کو ترک کرنا بھی گناہ ہے۔

(۴۱) ہر سنت مؤکدہ کا ترک کرنا بھی گناہ ہے۔ جیسے اعتکاف رمضان، تراویح اور تراویح کی جماعت اور ختم قرآن کیونکہ یہ سنت علی الکفایہ ہیں۔

(۴۲) مسواک نہ کرنا وغیرہ

(۴۳) کوئی بھی مکروہ تحریمی فعل کرنا گناہ ہے۔

(۴۴) بلا عذر جمعہ کی نماز چھوڑ دینے۔

(۴۵) زکوۃ نہ دینا۔ جس پر زکوۃ واجب ہو اسے ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ زکوۃ فرض ہے۔

(۴۶) کفارہ، قضا اور نذر پوری نہ کرنا۔

(۴۷) صدقہ فطر نہ دینا اور قربانی نہ کرنا۔ یہ حکم مالدار کے لئے ہے۔ کیونکہ ان پر یہ واجب ہیں۔

(۴۸) فرض حج چھوڑ دینے۔

(۴۹) جہاد اگر فرض ہو تب بھی جہاد میں شریک نہ ہونا۔

(۵۰) قرآن کو پڑھنے یا حفظ کرنے کے بعد بھول جانا۔ اگر تلاوت ترک کرنے کی وجہ سے ہو تو سخت گناہ ہے لیکن کسی بیماری یا ذہنی عارضہ نسیان یا حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ہو تو گناہ نہیں۔

(۵۱) سود لینا، سود دینا، سودی کاروبار میں کسی قسم کی معاونت کرنا، حدیث میں سود کھانے، کھلانے، لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت وارد ہوئی۔ (نصب الرایہ)

یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔ (زواجر)

(۵۲) دیہاتیوں کے مال شہر آنے سے پہلے ہی ان سے خرید لینا تاکہ اچھے دام پر بیچ سکیں۔ اس کی تمام صورتیں مکروہ ہیں۔

(۵۳) کسی اور کو اپنا باپ بتانا (اخرجہ مسلم، کتاب الایمان)

(۵۴) کسی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح دینا (بخاری، نسائی)

(۵۵) ذخیرہ اندوزی کرنا۔

(۵۶) دوسری قوموں کے طریقوں میں بھلائی سمجھنا۔

(۵۷) جب کسی مجمع کو کرتے اپنا یا کسی دوسرے کا ... حدیث کے مطابق یہ ... منہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ (مجمع الاحوال)

(۵۸) شوقیہ طور پر کتا پالنا۔ حدیث کے مطابق جس گھر میں کتا اور تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ البتہ چوروں سے حفاظت، یا شکار کے لئے پالنے کی گنجائش ہے۔ اگر کسی کا کتا گلی میں پھرے تو محلے والوں کو منع کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح مرغیاں، بطخ وغیرہ بھی محلے میں پھریں تو محلے والے منع کر سکتے ہیں۔

(۵۹) مقبروں میں شمعیں روشن کرنا، کیونکہ یہ اسراف اور گمراہ بدعت ہے۔

(۶۰) مقبروں میں (قبرستان میں) یا قبر پر مسجد بنانا۔

(۶۱) بے نمازی بیوی کے ساتھ زندگی گزارنا بھی گناہ ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر بیوی بے نمازی ہو (کہنے سے بھی نماز نہ پڑھے) تو اسے طلاق دے دے۔ امام ابوحفص الکبیر فرماتے ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کی گردن پر بیوی کا مہر واجب ہو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ بے نماز بیوی ہو۔

(۶۲) قرآن، حدیث اور دیگر کتب شریعت سے ٹیک لگانا حتیٰ ان کا سرہانا بنانا۔ اگر کسی جگہ حفاظت کی غرض سے ایسا کیا جائے تو گنجائش ہے مگر احتیاط پھر بھی لازم ہے۔

(۶۳) ایسا مصلیٰ، یا قالین وغیرہ بچھانا جس پر اللہ کا نام یا مقدس حروف لکھے ہوں، کسی حال میں جائز نہیں۔ البتہ مسجد وغیرہ کی تصاویر کے مصلے جو آج کل عام ملتے ہیں بچھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶۴) گانے بجانے کے آلات گھر میں رکھنا اگرچہ استعمال نہ کئے جائیں، گناہ ہے

کیونکہ انہیں گھر میں رکھنے کا مقصد پیسے ہی ظاہر ہوتا ہے اور اس سے ان چیزوں سے محبت ظاہر ہوتی ہے، اور گناہوں کے کام اور آلات سے محبت بھی گناہ ہے۔

(۶۵) مسجد میں سائل کو صدقہ دینا سوائے یہ کہ واقعی محتاج ہو۔

(۶۶) ایسے شخص کو صدقہ دینا جس کے بارے میں علم ہو کہ وہ شخص فضول خرچ ہے یا گناہ میں خرچ کرے گا تو اسے صدقہ دینا بھی گناہ ہے۔

(۶۷) غلطی سے کسی کی چیز مل جائے تو اسے استعمال کرنا گناہ ہے مثلاً کسی کا جوتا غلطی سے بدل جائے تو معلوم ہونے پر اسے واپس کرنا ضروری ہے۔

(۶۸) جو شخص زبردستی کوئی چیز بیچنے پر مجبور کر دیا گیا ہو اس سے (مجبوری کا فائدہ اٹھا کر) خریدنا گناہ ہے۔ اسی طرح اسے خرید کر کھانا بھی گناہ ہے۔

(۶۹) صدقہ بغیر مصدق کی اجازت کے خود استعمال کرنا گناہ ہے جیسے زید نے بکر کو صدقے کے پیسے دیئے کہ اسے صدقہ کر دو تو بکر کو بغیر اجازت زید اسے اپنے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۷۰) ایسے شخص کا جو تیرنا نہ جانتا ہو بلا ضرورت سمندری سفر کرنا جائز نہیں۔ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تجارت کے لئے جانا چاہتا ہے تو اگر وہ خدانخواستہ غرق کی صورت میں کوئی صورت بچاؤ کی رکھتا ہے تو اس کے لئے سمندری سفر کرنا جائز ہے۔ (یا جہاز پر بچنے کے اسباب موجود ہوں) ورنہ جائز نہیں۔ (مفتی القاری)

(۷۱) جانوروں کو قید کرنا مثلاً بلبل وغیرہ کو پنجرے میں رکھنا۔ البتہ بعض حضرات نے اس کی اجازت دی ہے کہ اگر پنجرہ بہت بڑا ہو جس میں وہ آزادی سے اڑ سکتے ہوں یا چھوٹی نسل کے آسٹریلوی طوطے جو پنجرے کے بغیر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے جانوروں کو پالنا، بڑے پنجرے میں رکھنا درست ہے۔

(۷۲) گناہ پر خوش ہونا۔

(۷۳) گناہ صغیرہ کو بار بار کرنا گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

(۷۴) نیکی کر کے تعریف چاہنا۔

(۷۵) نفس کی خواہش کی خاطر ناجائز غصہ کرنا یا بدلہ لینا۔
(۷۶) حق بات کو نفس کی خواہش پر یا کہنے والے کی نفرت کی بناء پر قبول نہ کرنا۔
(۷۷) علماء کی بے قدری کرنا یا ان کو گھٹیا کم درجہ کا سمجھنا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں منافق کے سوا کوئی شخص گھٹیا نہیں سمجھتا۔
(۱) مسلمان بوڑھا شخص (۲) عالم (۳) منصف حکمران۔ (ترمذی)
یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔
(۷۸) غلط وصیت کر کے وارث کا حق مارنا۔ مثلاً ثلث مال سے زائد کی وصیت یا جھوٹے قرضے کا اقرار کرنا۔
(۷۹) قیمتی اشیاء کو ضائع کرنا خواہ تو ڑ نا، جلانا، مثلاً نوٹ یا اور کوئی چیز ہو گناہ ہے۔
(۸۰) شرارت اور فحش گوئی کی عادت بنالینا، جس سے لوگ خوفزدہ رہیں۔
(۸۱) ماتم کرنا
(۸۲) واویلا مچانا
(۸۳) نوحے منعقد کرانا، میت پر جیسا کہ پنجاب میں عام رواج ہے۔ (کنز العمال)
(۸۴) مصیبت کے وقت موت کی دعا کرنا۔ آپ ﷺ نے ہلاکت کو پکارنے والی عورت اور ماتم کرنے گریبان پھاڑنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔
(۸۵) بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا۔
(۸۶) حرم مکہ میں گناہ کرنا یعنی گناہ کے عمل کا الگ اور اس جگہ کرنے کا الگ گناہ ہوگا۔ یہ بھی گناہ کبیرہ ہیں۔
(۸۷) اہل مدینہ کا برا چاہنا۔ انہیں ڈرانا وغیرہ حدیث میں اس پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (بخاری)
(۸۸) میاں بیوی میں پھوٹ ڈالنا یا اس کی کوشش کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کو اس کے خاوند کے خلاف بگاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۱۰۲) بغیر علم کسی معاملے میں بحث کرنا، الجھنا، جھگڑا کرنا جیسے بعض لوگوں کی مذہبی و سیاسی معاملات میں اس طرح گفتگو کی عادت ہے اور بعض وکلاء کی بحث بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔

(۱۰۳) گناہ کبیرہ سے توبہ نہ کرنا۔ کوئی شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا ہے تو اسے توبہ کرنی ضروری ہے قرآن کریم میں سب لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے توبہ نہ کرنا خسارے کی اور توبہ کرنا کامیابی کی بات ہے۔

توبہ میں تاخیر کرنے کی توبہ بھی ضروری ہے اسی طرح بعض ائمہ مثلاً شیخ اشعریؒ کے مطابق گناہ صغیرہ پر بھی فوراً ہی توبہ کرنا واجب ہے۔

اگرچہ گناہ صغیرہ مختلف نیک اعمال کرنے سے ساقط ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی احتیاطاً ہر گناہ سے توبہ کرلینی چاہئے بہرحال حکم تو یہ ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اس سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ اولاد اور مال میں برکت ہوتی ہے اور قحط سالی دور ہوتی ہے۔ اور اسی کی بناء پر آخرت میں جنت کا وعدہ ہے۔ (سورہ نوح)

توبہ کی شرائط

زواجر میں توبہ کی مندرجہ ذیل شرائط مذکور ہیں۔

(۱) گذشتہ گناہ پر ندامت

(۲) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم

(۳) فی الحال اس گناہ سے بچنا

(۴) استغفار کے الفاظ سے معافی مانگنا

(۵) موت کے وقت سے پہلے پہلے ہو

(۶) قرب قیامت کی نشانی سے پہلے ہو۔ کیونکہ ان اوقات میں توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

اس لئے اے مسلمان!

ان تمام گناہوں سے بچنا اور منکرات سے خود کو بچانا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ کا باعث ہے اسی طرح اس کے عذاب وعتاب و ناراضگی سے (دنیا میں ہو یا آخرت میں) بچاتا ہے۔ گناہوں سے بچنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے اور اس کی رضا و محبت دخول جنت کا سبب ہے۔

اس لئے قرآن و سنت پر بھرپور عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ انبیاء اولیاء اور صالحین کے اقوال میں غور وفکر کرنے سے اس کی تلقین ملتی ہے۔ تمام صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اور سلف صالحین نے اس کا اہتمام کیا۔ خاص طور سے بندوں اور حیوانات کے حقوق میں انہوں نے خوب اہتمام کیا ہے۔

والله المستعان و عليه التكلان

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

﴿فہرست کتب﴾

اس مجموعہ کی تیاری میں جن کتب سے مدد لی گئی

۱	مفتاح الفلاح از سلیمان فاضل بن محمد اسلامبولی متوفی ۱۱۳۷ھ
۲	معارف القرآن ۔ از مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
۳	فتاویٰ تاتارخانیہ
۴	فتاویٰ خانیہ ۔ علامہ قاضی خان
۵	فتاویٰ ہندیہ ۔ المعروف عالمگیریہ
۶	فتاویٰ شامی ۔ ابن عابدین شامی
۷	ہدایہ ۔ از علامہ مرغینانی
۸	مجمع الفتاویٰ ۔ امام رازی
۹	التبیان ۔ علامہ نووی
۱۰	شرح العقائد ۔ علامہ تفتازانی
۱۱	عدۃ الصابرین ۔ علامہ ابن القیم
۱۲	اخبار الحمقیٰ والمغفلین ۔ علامہ ابن جوزی
۱۳	کتاب الزواجر ۔ علامہ ابن حجر مکی
۱۴	بخاری شریف
۱۵	درس مثنوی ۔ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
۱۶	تحفۂ زوجین ۔ افادات حکیم الامت تھانوی
۱۷	کنز العمال
۱۸	خلاصۃ الفتاویٰ

گناہوں کے نقصانات اور اُن کا علاج

امام ابن قیم جوزی کی مشہور عربی تصنیف
"الداء والدواء" کا سلیس اُردو ترجمہ

تالیف
امام ابن قیم جوزی

مترجم
لجنۃ المصنفین

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور